

دل کی صفائی اور نفس کی پاکیزگی

المسمیٰ بتصفیة القلب وتزكية النفس



مؤلف

پیر طریقت حضرت مولانا

محمد جمشید صاحب

استاد الجامعة العربية

دار الهدیٰ میرا خیل (بنوں)

بفیضان نظر

پیر طریقت شیخ الحدیث حضرت مولانا

سیف اللہ جان صاحب مدظلہ العالی

دل کی صفائی اور نفس کی پاکیزگی

المسمیٰ بتصفیۃ القلب و تزکیۃ النفس

مؤلف

پیر طریقت حضرت مولانا محمد جمشید صاحب

استاد الجامعۃ العربیۃ دار الھدیٰ میراخیل (بنوں)

بفیضانِ نظر

پیر طریقت شیخ الحدیث حضرت مولانا سیف اللہ جان صاحب مدظلہ العالی

مکتبۃ الھدیٰ بنوں

تالیف: حضرت محمد جمشید صاحب مدظلہ العالی

مدرس جامعہ دارالہدیٰ میراخیل

اشاعت اول نومبر ۲۰۱۵ء

ضخامت.... ۶۷ صفحات

ملنے کا پتہ۔ تمام بڑے کتب خانے

فہرست

نمبر	عنوان	صفحہ
۱	عنوان	صفحہ
۲	اللہ والے کی دعا	۶
۳	انتساب	۷
۴	پیش لفظ	۸
۵	قبولیت کا راز	۹
۶	روح وبدن	۹
۷	افعال کی قسمیں	۹
۸	افعال الجوارح	۹
۹	افعال القلوب	۱۰
۱۰	تصوف اور اصلاح باطن اکابر کی نظر میں	۱۱
۱۱	ظاہری اعمال کے ساتھ اصلاح باطن کا لزوم	۱۲
۱۲	فائدہ	۱۲
۱۳	اعمال کی قبولیت کیلیئے اخلاص شرط ہے	۱۲
۱۴	اصلاح قلب کی اہمیت اصلح الناس کی زبان مبارکہ سے	۱۳
۱۵	خاتمۃ المحققین علامہ شامیؒ	۱۳
۱۶	مفتی رفیع عثمانی صاحب کی رائے	۱۴
۱۷	مفتی اعظم محمد شفیع	۱۴

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۸	عنوان	صفحہ
۱۹	باطنی امراض کا فردا فردا مختصر تذکرہ	۱۴
۲۰	تکبر	۱۴
۲۱	جنید بغدادیؒ کا متکبر مرید	۱۵
۲۲	اخلاق سیئہ کا خلاصہ	۱۵
۲۳	ام الامراض	۱۵
۲۴	فائدہ	۱۵
۲۵	ریاء	۱۶
۲۶	حسد	۱۶
۲۷	الحاصل	۱۷
۲۸	بخل	۱۷
۲۹	حب جاہ	۱۸
۳۰	شہوت یعنی خواہشات نفسانی	۱۸
۳۱	ضرورت مرشد وبیعت	۱۹
۳۲	ضرورت مرشد یا حاجت تربیت	۲۱

۳۳	اعمال ظاہرہ وباطنہ میں ایک خاص فرق	۲۱
۳۴	اعمال باطنہ کی اصلاح کیلئے مرشد کی ضرورت	۲۲
۳۵	تنبیہ	۲۳
۳۶	فصل	۲۳
۳۷	فصل طریق تلاش پیر	۲۳
۳۸	فصل تعدد پیر	۲۴
۳۹	فصل	۲۴
۴۰	فصل	۲۵
۴۱	فصل	۲۵
۴۲	اعمال باطن کی اصلاح کیلئے امام غزالی کی تجویز	۲۵
۴۳	ایک شیطانی فریب اور اسکا علاج	۲۶
۴۴	صادقین کاملین کے تاقیامت موجود ہونے پر دلیل	۲۷
۴۵	ایک اور شیطانی فریب	۲۸
۴۶	اولیاء اللہ کی پہچان یا شیخ کامل کی نشانیاں	۲۹
۴۷	صحبت شیخ	۲۹
۴۸	صحبت شیخ کی ضرورت	۳۵
۴۹	باطنی اصلاح وتربیت کے سلسلے میں دیوبند کے ابتدائی پچاس برس	۳۱
۵۰	متاع گمشدہ کی دریابی یا درویشی کی راہ کا حاصل	۳۲
۵۱	اکابرین امت اور فیضان باطن کا اکتساب	۳۴
۵۲	زیادہ افسوس علماء کی جماعت پر ہے	۳۷
۵۳	علماء کی بدعملی کا عذاب	۳۷
۵۴	فراغت کے بعد طلباء کا حال	۳۸
۵۵	صحبت صالح اور مشائخ کی خدمت میں رہنے کی ضرورت	۳۹
۵۶	محض لکھ پڑھ لینے سے کچھ نہیں ہوتا اصل چیز اصلاح نفس اور صحبت صالح ہے	۴۰
۵۷	صحبت صالح اور بزرگوں سے تعلق کی ضرورت اور اسکے فوائد	۴۰
۵۸	اصل دین صحبت صالح ہی سے آتا ہے محض ورق گردانی سے کچھ نہیں ہوتا	۴۱
۵۹	صحبت صالح کے بغیر اسلامی تعلیم کا رنگ نہیں جمتا	۴۱
۶۰	صحبت صالح اختیار کرنے کا حکم	۴۲
۶۱	آجکل کی بدحالی کا اصل سبب صحبت صالح کا فقدان ہے	۴۲
۶۲	صحبت صالح میسر نہ ہونے کا نتیجہ	۴۲

۶۳	صحبت کیسے شخص کی مفید ہوتی ہے	۴۳
۶۴	صاحب کمال ہونے کی علامت	۴۳
۶۵	صحبت کب مفید ہو سکتی ہے	۴۳
۶۶	اہل اللہ کے صحبت کا بڑا فائدہ	۴۳
۶۷	علماء کو صحبت صالح کی ضرورت	۴۴
۶۸	صوفیاء کے اشغال بیعت کے بارے میں صاحب المہند علی المفند کا قول	۴۴
۶۹	فائدہ	۴۶
۷۰	فائدہ	۴۶
۷۱	چشم کشا واقعات	۴۶
۷۲	امام رازیؒ کے ایمان کی حفاظت	۴۶
۷۳	دل پر انگلی لگنے کی برکت	۴۷
۷۴	موت کے وقت نسبت کی برکتیں	۴۷
۷۵	بیعت کی برکت سے ایمان کی ڈوبتی کشتی ساحل کے ساتھ سلامتی کے ساتھ لگی	۴۸
۷۶	سید سلیمان ندویؒ کا غلط نظریات سے رجوع	۴۹
۷۷	رشید احمد گنگوہیؒ کا عجیب واقعہ	۵۱
۷۸	مجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ	۵۱
۷۹	حضرت گنگوہیؒ پر نسبت کے اثرات	۵۲
۸۰	عجب و کبر کا حکیمانہ علاج	۵۵
۸۱	شاہ اسماعیلؒ کا نماز سیکھنا	۵۶
۸۲	خاتمہ مسک	۵۷
۸۳	زمانہ طالبعلمی میں امام غزالیؒ کا علمی ذوق اور للہیت	۵۷
۸۴	فی سبیل السعادۃ والیقین (نیک بختی اور یقین کے راستے پر)	۵۸
۸۵	کتابیات	۶۳
۸۶	آرائے گرامی	۶۷

اللہ والے کی دعا

پیر طریقت شیخ الحدیث حضرت مولانا سیف اللہ جان صاحب

دامت برکاتہم العالیہ صدر المدرسین مدرسہ عالیہ تعلیم الاسلام سرائے نورنگ خطیب جامع مسجد بنوں شوگر ملز سرائے نورنگ[1]

بحمد اللہ بندہ نے مولانا محمد جمشید کی سعی کو دیکھا کافی محنت کی ہے

اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو قبول فرمائے اور مزید توفیق عطاء فرمائے امین

بندہ محمد سیف اللہ جان غفرلہ

---

[1] حضرت شیخ صاحب پیر طریقت حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی کے خلیفہء مجاز ہیں خواجہ غلام حبیبؒ سے باطنی فیوض و براکات حاصل کیے ہیں دارالعلوم دیوبند میں اس زمانے میں علم دین حاصل کیا جب شیخ الاسلام حسین احمد مدنیؒ، شیخ الادب والفقہ مولانا اعزاز علیؒ، مولانا ادریس کاندھلویؒ، شیخ عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ جیسے اساطین علم و عمل وہاں کے مسند درس پر جلوہ افروز تھے۔ ولیٔ کامل احمد علی لاہوریؒ، عبداللہ درخواستیؒ، مفکر اسلام مفتی محمودؒ، غلام غوث ہزارویؒ، شمس الحق افغانیؒ، خواجہ خان محمدؒ، مرد مجاہد فقیر مرزا علی خان عرف اے پی فقیرؒ جیسے اکابر اولیاء و مشائخ کی زیارتوں، صحبتوں اور فیوضات کا شرف حاصل کیا ہے۔

انتساب

اس حقیرسی کاوش کو ایک ایسی ہستی کی طرف منسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جس کی کیمیاء صحبت کی برکت سے بندہ جیسا بے مایہ، علم وعمل کے اعتبار سے بے دست و پا کو یہ عزت ملی کہ تشنگان علوم نبوت اس کے سامنے زانوائے ادب تہ کرتے اور سالکین راہ طریقت اس سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ جتنی توجہ اور محنت حضرت سیدی ومرشدی نے بندہ کے تعلیم وتربیت پر صرف کی اگر کسی باصلاحیت شخص پر صرف ہوتی تو وہ شریعت وطریقت اور علم عرفان کے بلند مرتبے پر فائز ہوتا میری مراد سیدی ومرشدی حضرت مولانا سیف اللہ جان صاحب دامت برکاتہم العالیہ ہے اللہ تعالی بندہ ناچیز اور جملہ متعلقین کو حضرت شیخ صاحب کے احسانات اور نوازشات کا شکرگزار رہنے کی توفیق عطا فرمائے (امین)

پیش لفظ

ہمارے اکابر نے دینی علوم اور رضائی الٰہی کی طرف رہنمائی کرنے میں کوئی دقیقہ فردگزاشت نہیں کیا۔ تصوف وسلوک کے میدان میں بھی ان کی خدمات روز روشن کی طرح عیاں ہیں بندہ بھی ان ہی کے نقش قدم پر چل کر اہل سعادت کے صف میں شامل ہونے کی دیرینہ تمنار کھتا ہے۔ اپنے اکابر کے بکھرے موتیوں کو جمع کر کے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے پیچھے بھی یہی جذبہ کارفرما ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بضاعت مزجات کو اپنی درگاہ میں قبول فرمائے اور بندہ ناچیز اور جملہ معاونین کے لئے اپنی رضا کا سبب بنائے (آمین)

بندہ محمد جمشید غفرلہ
۰۳۳۶۹۷۵۷۳۹۳

باسمہ تعالیٰ حامداً مصلیاً

تزکیہ باطن ہمیشہ سے ہمارے اکابر کے توجہات اور ترجیہات کا محور رہا ہے۔

قبولیت کا راز:

جتنے بھی اکابر گزرے ہیں جن کے خدمات کو کوئی اہمیت یا قبولیت حاصل ہوئی ہے تو ان کے پیچھے ضرور بالضرور نفس کی پاکیزگی کا راز ہوگا جو کوئی بھی ایمان کی اچھی حالت کو پہنچا ہے اس نے اپنے باطن کو اخلاق رذیلہ سے پاک کیا اور صفات حسنہ سے مزین کیا ہے۔

روح و بدن

انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے (۱) روح (۲) بدن۔ دونوں کو غذا کی ضرورت ہوتی ہے اور دواء کی بھی۔

بدن کی غذا ودواء دونوں معروف ومعلوم ہیں جبکہ روح کی غذا اعمال ہیں۔

افعال کی قسمیں

افعال کی دو قسمیں ہیں (۱) افعال الجوارح (۲) افعال القلوب۔

جسطرح افعال الجوارح میں بعض فرض، بعض واجب، بعض سنت بعض مستحب ومباح اور بعض حرام ومکروہ ہیں اسی طرح افعال القلوب میں بھی بعض فرض، بعض واجب، بعض سنت وبعض مستحب جبکہ بعض حرام ومکروہ ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ـــ' وذروا ظاهر الاثم و باطنه (سورة الانعام آیت نمبر ۱۲۰)' اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ بھی چھوڑ دو (بیان القرآن) صاحب تفسیر خازن اس آیت شریف کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں۔' المراد بظاهر الاثم افعال الجوارح و بباطنه

افعال القلوب. ظاہری گناہ سے مُراد اعضاء وجوارح کے افعال ہیں اور باطن کی گناہ سے مراد افعال القلوب ہیں۔

افعال جوارح

افعال جوارح کی مثالیں درجہ ذیل ہیں۔

کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ قل للمئومنین یغضوا من ابصارهم۔ فاعتزلوا النساء فی المحیض

ان آیات میں افعال جوارح کا ذکر ہے۔ اسراف، غض بصر اور اعتزال النساء فی المحیض (حیض کے زمانے میں عورتوں سے مخصوص فائدہ لینے سے روکنا) ظاہری اعضاء کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں

افعال قلوب

۱) وتوکل علی الله (۲) وأفوض امری الی الله (۳) فلا تخشوهم واخشونی۔
ان آیات میں باطنی اعمال کا ذکر ہے۔ توکل، تفویض اور خشیت انسان کے باطن سے تعلق رکھتے ہیں

(۴) حدیث شریف میں آیا ہے نبی علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی سے پوچھا۔

کیف اصبحت یا حارثؓ۔ قال اصبحت مئومنا با الله حقا۔ قال انظر ما تقول یا حارثؓ ان لکل شئی حقیقة فما حقیقة ایمانك۔ فقال عزلتُ نفسی و صرفتها عن الدنیا فاستوی عندی حجرها و زهبها و فضتهاو مدرهافاسهرت لیلی و اظمأت نهاری حتٰی صرت کانی انظر الٰی عرش ربی بارزاً و کانی انظر الٰی اهل الجنة یتزارون فیها و کانی انظر الٰی اهل النار یتصارعون و فی روایة یتعارون۔

ترجمہ: اے حارثؓ! صبح کیسے کی؟ تو حارثؓ نے جواب دیا کہ اے اللہ کے نبیؐ۔ میں نے اللہ پر سچے ایمان کی حالت میں صبح کی۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ دیکھ تو کیا کہہ رہا ہے؟ اے حارثؓ! بیشک ہر ایک شے کی کوئی نہ کوئی حقیقت ہوتی ہے تیرے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ تو حارثؓ نے جواب دیا میں نے اپنے نفس سے علیحد گی

اختیار کی اور اسے دنیا سے پھیر دیا جس کے نتیجے میں میری نظر میں اس دنیا کے پتھر، مٹی، سونا اور چاندی برابر ہو گئے ہیں۔ میں رات کو جاگتا ہوں اور دن میں پاسا رہتا ہوں میری یہ کیفیت ہے کہ اللہ تعالی کے عرش کو اپنے سامنے ظاہر دیکھ رہا ہوں اور گویا میں جنت میں اہل جنت کو ایک دوسرے سے ملتے ہوئے اور اہل جہنم کو چلاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اس پر نبی علیہ السلام نے فرمایا ُعرفت فالزم' (تو جان گیا ہے اور اسی پر جما رہ) (تصوف وسلوک ص ۳،۴)

تصوف اور اصلاح باطن اکابرین اُمت کی نظر میں

صاحب ایقاظ الھمم لکھتے ہیں۔ لنسبة التصوف من الدين كنسبة الروح الى لجسد تصوف کی نسبت دین کے ساتھ بالکل ایسی ہے جیسے کہ روح کی نسبت بدن کے ساتھ (تصوف و سلوک)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں صحبتنا و تعلمنا آداب الطريقة والسلوك متصلة الى رسول الله ﷺ بالسند الصحيح المستفيض المتصل۔

ترجمہ: ہماری صحبت اور ہماری تعلیم جو آداب وتصوف وسلوک سے تعلق رکھتی ہے یہ حضور علیہ ﷺ سے سند صحیح متصل اور جاری کے ساتھ ملتی ہے (تصوف وسلوک)

فائدہ

لفظ مستفیض و متصل سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانے میں کثیر افراد نے تصوف وسلوک اور آداب کے ان طرق کو اپنایا۔ ہر زمانے میں اہل علم کا ان آداب کی طرف متوجہ ہونا آج تک بلا انقطاع ان کو اپنائے رکھنا ان کی اہمیت، خصوصیت اور فضیلت کو ظاہر کرنا ہے۔

امام مالک بن انس ؒ کا قول ہے۔ من تفقه ولم يتصوف فقد تفسق و من تصوف و لم يتفقه فقد تزندق ومن جمع بينهما فقد تحقق (مرقات المفاتيح شرح مشكوة المصابيح) ترجمہ: جس نے علم فقہ حاصل کیا اور علم تصوف حاصل نہیں کیا اس نے فسق کیا اور جس نے علم تصوف حاصل کی اور علم فقہ حاصل نہیں کیا وہ زندیق ہوا۔ اور جس نے ان دونوں کو جمع کر دیا وہ محقق ہوا۔

علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ الطريقة والشريعة متلازمان (تصوف وسلوک) ترجمہ: طریقت و

شریعت میں چولی دامن کا ساتھ ہے

امام ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ كل شريعة غير مئويدة بالحقيقة فغير مقبول و كل حقيقة غير مقيده بالشريعة فغير محصول (تصوف و سلوك)

شریعت کی وہ بات جس کی تائید حقیقت سے نہ ہو وہ غیر مقبول ہے اور حقیقت کی ہر وہ بات جو شریعت کی قیود میں نہ ہو حاصل کرنے کے قابل نہیں۔

ظاہری اعمال کے ساتھ اصلاح باطن کا لزوم

ظاہری اعمال کے ساتھ ساتھ باطن کی اصلاح بھی ضروری ہے جس کو تصفیہ قلب وتزکیہ باطن سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ قد افلح من زكٰها و قد خاب من دسٰها. ترجمہ: یقیناً وہ مراد کو پہنچا جس نے اس کو پاک کرلیا اور نامراد ہوا جس نے اس کو دبا دیا علامہ قرطبی رحمہ اللہ ' وقد خاب من دسها کے تحت لکھتے ہیں دس نفسه فی جملة الصٰلحين و ليس منهم (تفسیر قرطبی ج نمبر 20 ص)

فائدہ

علامہ قرطبی رحمہ اللہ کے قول سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ صرف ظاہر میں نیک لوگوں کی موافقت کافی نہیں ہے بلکہ ظاہر کے ساتھ ساتھ دل کی کیفیت میں بھی ان کے ساتھ یکسانیت ضروری ہے۔

اعمال کی قبولیت کیلئے اخلاص شرط ہے

اعمال کی قبولیت کیلئے اخلاص شرط ہے جیسا کہ خطبات حکیم الاسلام جلد نمبر سات صفحہ نمبر ۹۱ پر ہے کہ۔ قال النبی ﷺ "الناس كلهم هالكون الا العالمون والعالمون كلهم هالكون الا العاملون والعاملون كلهم هالكون الا المخلصون والمخلصون علے خطر عظيم (او كما قال النبی ﷺ)

ترجمہ: نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تمام کے تمام لوگ ہلاک ہونے والے ہیں ہاں صرف (علماء ہلاکت سے بچنے والے ہیں) اور علماء بھی سب کے سب ہلاک ہونے والے ہیں مگر عمل کرنے والے ہلاکت سے

بچنے والے ہیں اور عمل کرنے والے بھی سب کے سب ہلاک ہونے والے ہیں مگر اخلاص والے (ہلاکت سے بچنے والے ہیں) اور اخلاص والے بھی بہت بڑے خطرے میں ہیں۔

اخلاص کا تعلق دل سے ہے اور دل میں اخلاص اس کی اصلاح کرنے سے آتی ہے دل کی اصلاح تمام اعمال ظاہرہ وباطنہ کے صحیح ہونے کیلئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

اصلاح قلب کی اہمیت اصلح الناس کے زبان مبارک سے۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے۔کہ الا و ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسدکله واذا فسدت فسد الجسد كلهآ لاو هی القلب (خطبات الاحکام لجمعات العام ص 86).

ترجمہ: آگاہ رہو! بیشک (انسان کے) بدن میں ایک لوتھڑا ہے جب وہ ٹھیک ہوجاتا ہےتو تمام بدن درست ہوجاتا ہے اور جب وہ خراب ہوجاتا ہےتو تمام بدن خراب ہوجاتا ہے خبردار! وہ لوتھڑا قلب (یعنی دل) ہے۔
(ایضاً صفحہ 88)

خاتمة المحققين علامه شامی رحمه اللهکی رائے:

لما علمت من ان علم الاخلاص والعجب والحسد والرياء فرض عين و مثلها غيرها من آفات النفوس كا الكبرو الشح والحقد والغش والغضب والعداوة والبغضاء والطمع والبخل والبطر والخيلاء والخيانة والمداهنة والاستكبار عن اللحق والمكر والخدعة والقسوة وطولِ الامل و نحوها ما هو مبين فی ربع المهلكات من 'الاحياء' قال فيه ولا ينفك عنهابشر فيلزم ان يتعلم منها ما يری نفسه محتاجاً اليه، وازالتهافرض عين ولا يمكن الا بمعرفة حدودها واسبابها وعلا ماتها وعلاجها فان من لم يعرف الشر وقع فيه (حاشیہ ابن عابدین ج۔ا ص 108)

اس عبارت سے چند مسائل معلوم ہو گئے۔

ا۔ اخلاص، عجب، حسد، ریاء، کبر، بخل، غضب، عداوۃ، بغض، طمع، تکبر، خیانت، مداھنت، مکر و خداع، قسوۃ قلب، طول الامل اور دوسرے ہلاکت میں ڈالنے والے باطنی امراض کے بارے میں جاننا فرض ہے۔

۲۔ کوئی بھی انسان ان سے خالی نہیں ہوتا تو ان میں سے اپنے آپ کو جن کا محتاج سمجھے ان کا جاننا ضروری ہے۔

۳۔امراض باطنہ مذکورہ میں سے جو بھی کسی انسان میں ہوں ان کا ازالہ فرض عین ہے۔
۴۔ان امراض کا ازالہ ان کے حدود، اسباب علامات اور علاج کے جاننے کے بغیر ممکن نہیں۔
۵۔جو کوئی کسی فتنے سے ناواقف ہوتا ہے اکثر اس میں پھنس جاتا ہے۔

مُفتی اعظم پاکستان کا قول:

مفتی رفیع عثمانی صاحب فرماتے ہیں۔'' اسی طرح جو اخلاق حمیدہ کسی میں موجود نہیں انہیں حاصل کرنا اور جو رذائل اس کے نفس میں چھپے ہوئے ہیں ان سے بچنا، تصوف کے جتنے علم پر موقوف ہے اس کا علم حاصل کرنا فرض عین ہے اور پورے علم تصوف میں بصیرت اور مہارت حاصل کرنا کہ دوسروں کی تربیت بھی کر سکے یہ فرض کفایہ ہے، (مقدمہ امداد الاحکام ج۔اص 47)

مُفتی اعظم اول محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ

جس طرح فقیہ کا ہونا ہر علاقے میں فرض کفایہ ہے اسی طرح علم تصوف کا ماہر بھی ہے (معارف القرآن ج4)

باطنی امراض کا فرداً فرداً مختصر تذکرہ

تکبر

۱۔حدیث قدسی ہے اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔الکبر ردائی والعظمة ازاری فمن نازعنی فی احد هما القیته فی النار (حدیث قدسی) ترجمہ: تکبر میری چادر ہے اور عظمت میری لنگوٹی ہے پس ان دونوں میں سے کسی ایک میں بھی اگر کوئی مجھ سے جھگڑا کریگا تو میں اس کو جہنم میں ڈال دونگا۔

۲۔لا یدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال ذرةٍ من کبر۔ فقال رجل !ان الرجل یحب ان تکون ثوبه حسناً و نعله حسناً؟قال ان الله جمیل یحب الجمال، التکبر بطر الحق و غمط الناس۔

ترجمہ: جس کے دل میں رائی کے برابر کبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔پس ایک شخص نے عرض کیا انسان

اس کو پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اس کا جوتا اچھا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جمیل ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے (یعنی یہ تکبر نہیں ہے بلکہ) تکبر یہ ہے کہ حق (بات) سے اکڑے (یعنی اس کو قبول نہ کرے) اور لوگوں کو (اپنے سے) حقیر سمجھے۔ (خطبات الاحکام لجمعات العام ص 125 تا 127)

۳۔و اما المهلكات فهوًى متبع و شح مطاع و اعجاب المرء بنفسه ترجمہ: اور جو ہلاک کرنے والی چیزیں ہیں وہ خواہش (نفسانی) جس کا اتباع کیا جاوے اور حرص جس کی پیروی کی جاوے، اور آدمی کا اپنے نفس پر اترانا اور یہ ان سب میں سخت ہے۔ (خطبات الاحکام لجمعات العام ص 125 تا 127)

جنید بغدادی رحمہ اللہ کا متکبر مُرید

حضرت جنید بغدادیؒ کے پاس کوئی شخص بیس سال رہا۔ ایک روز عرض کیا کہ اتنی مدت میں مجھے آپ سے کچھ حاصل نہ ہوا وہ شخص اپنی قوم کا سردار اور برادری میں ممتاز تھا آپؒ سمجھ گئے کہ اس کے دل میں بڑائی ہے فرمایا اچھا ایک بات کرو اخروٹوں کا ایک ٹوکرا بھر کر خانقاہ کے دروازہ پر بیٹھ جاؤ اور پکارو کہ جو شخص مجھے ایک جوتا مارے گا اسے ایک اخروٹ دونگا اور جو دو مارے گا اسے دو دونگا اسی طرح زیادہ کرتے جاؤ اس شخص نے کہا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ حضرت یہ کام تو مجھ سے ہرگز نہ ہوگا حضرت جنید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ مبارک کلمہ ہے کہ ستر برس کا کافر اس کو ایک مرتبہ صدقِ دل سے پڑھ لے تو واللہ مومن ہو جائے مگر تو اس وقت اس کے پڑھنے سے کافر طریقت ہو گیا، جا نکل جا تجھے مجھ سے کچھ حاصل نہ ہوگا (شریعت وطریقت کا تلازم ص ۲۲۱)

اخلاق سیہ کا خلاصہ

اخلاق سیہ بہت سے ہیں مگر اکثر نے دس میں محصور کر دیئے ہیں۔ پھر دسوں کا خلاصہ تکبر کو بتایا ہے۔ اگر یہ دور ہو جائیں تو باقی خود دور ہو جائینگے۔

اُم الامراض

ہمارے اکابر نے باطنی امراض میں تکبر کو بہت خصوصیت سے بیان فرمایا ہے۔ بعض نے اس پر مستقل کتابیں لکھی ہیں اور اس کو ام الامراض قرار دیا ہے۔ اس مرض کی تباہ کاریوں سے بچنے کیلئے حکیم الاسلام قاری محمد طیب رحمہ اللہ نے دار العلوم دیو بند جیسے عظیم علمی سرچشمہ کو کچھ عرصے کیلئے چھوڑ کر آستانہ حکیم الامت رحمہ اللہ پر حاضری دی اور مستقل قیام کیا (تفصیلی واقعہ اسی رسالہ کے ص ۵۴ پر ذکر ہے)

فائدہ

اگر انسان کو کبھی اصلاح احوال کا خیال آ بھی جائے تو نفس و شیطان یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ آج کل ایسا کامل مُرشد ہے بھی کہاں کہ میں اس سے اپنی اصلاح کراؤں۔ اور یہی تو تکبر ہے کہ انسان اپنے آپ کو اصلح الناس سمجھے۔ حالانکہ شیخ کامل کے جو شرائط ہیں ان سے متصف افراد کی اس گئی گزری دور میں بھی کمی نہیں ہے۔ مگر

کوئی قابل ہو تو ہم شانیں کئی دیتے ہیں ☆ ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں۔

ریاء:

نبی علیہ السلام نے فرمایا'ان اخوف ما اخاف علیکم الشرك الاصغر قالو! وما الشرك الاصغر یا رسول الله قال الریاء یقول الله عزوجل یوم القیمة اذا جاز العباد با عمالهم اذهبوا الی الذین کنتم تراعون فی الدنیا فانظروا هل تجدون عندهم الجزاء (مسند احمد طبرانی، بهیقی شعب الایمان)

ترجمہ: تمہارے متعلق جن چیزوں کا مجھے ڈر ہے ان میں سب سے زیادہ خوفناک 'چھوٹا شرک' ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا 'چھوٹا شرک' کیا ہے یا رسول اللہ؟ آپؐ نے فرمایا ریاء قیامت کے دن جب اللہ عزوجل اپنے بندوں کو ان کے کاموں کا ثواب عطا فرمائے گا تو دکھاوے کیلئے کام کرنے والوں کو فرمائے گا کہ جاؤ ان لوگوں کے پاس جاؤ جنھیں دکھانے کیلئے تم دنیا میں کام کرتے تھے اور دیکھو ان سے تمہیں ثواب ملتا ہے یا نہیں۔ (حدیث مع ترجمہ وحوالہ جات کے امداد الاحکام ج۔ا صفحہ 44 سے ماخوذ)۔

دوسری حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ''من لبس ثوب شهرة فی الدنیا البسه الله ثوب مذلة یوم القیمة (خطبات الاحکام صفحہ 168 ترجمہ: جس نے شُہرت کا لباس دنیا میں پہنا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو ذلت کا لباس پہنائے گا۔

حسد

قال النبی علیه لصلوة والسلام د ب الیکم داء الامم قبلکم۔الحسد والبغضاء هی

الحالقة، لااقول :تحلق الشعرو لکن تحلق الدین (خطبات الاحکام صفحہ 105)
ترجمہ:تم سے پہلے اُمتوں کی بیماریاں تم میں آہستہ آہستہ پہنچ جاویں گی (یعنی) حسد و بغض اور وہ مونڈ دینے والی ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بال مونڈ دیتی ہے ولیکن دین کو مونڈ دیتی ہے (برباد کر دیتی ہے)۔اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ' ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما یاکل النار الحطب (خطبات الاحکام صفحہ 105) ترجمہ:تم حسد سے بچو،اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے (برباد کر دیتا ہے) جس طرح کہ آگ لکڑی کو کھا جاتا ہے (امداد الاحکام ج اصفحہ 45)
الحاصل:۔حسد وہ باطنی بیماری ہے کہ اس کا بیمار دنیا میں تو چین پاتا نہیں، اس کی آخرت بھی برباد ہو کر رہتی ہے۔قرآن پاک کے بیان کردہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب سے پہلے گناہ ہے جو آسمان میں کیا گیا، اور سب سے پہلا گناہ ہے جو زمین پر کیا گیا ہے کیونکہ آسمان پر ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کیا اور زمین پر سب سے پہلا قتل جو قابیل نے ہابیل کا کیا تھا وہ بھی اسی حسد کا شاخسانہ تھا (امداد الاحکام ج اصفحہ 44)

بُخل

باطن کی وہ رذیل خصلت ہے جو انسان کو ہر مالی ایثار اور قُربانی سے روکتی ہے۔اس باطنی بیماری کا ذکر قرآن مجید نے ان خصلتوں کے ساتھ کیا ہے جو کافروں کا خاصہ ہے۔ارشاد ہے۔

واما من بخل واستغنٰی وکذب با الحُسنٰی فسنیسرہ للعسرٰی وما یغنی عنہ مالُہ اذا تردیٰ (اللیل:8تا11) ترجمہ:اور جس نے بُخل کیا اور بے پروائی اختیار کی اور اچھی بات کو جھٹلایا ہم اس کو رفتہ رفتہ سختی میں پہنچا دینگے اور اس کا مال اس کے کچھ کام نہ آئے گا جب وہ (جہنم) کے گڑھے میں گرے گا۔

اور جس شخص کا بُخل اس حد تک پہنچ گیا ہو کہ شریعت نے جو مالی واجبات اس کے ذمے کئے ہیں ان کی آدائیگی سے بھی محروم ہو جائے۔اس کے لئے قرآن میں سخت عذاب کی خبر دی گئی ہے۔ولا یحسبن الذین یبخلون بما اٰتا ھم اللہ من فضلہ ھو خیرالھم بل ھو شرلھم سیطوقون ما بخلوابہ یوم القیمۃ ترجمہ:جو لوگ ایسی چیز میں بُخل کرتے ہیں جو اللہ تعالٰی نے ان کو اپنے فضل سے

دی ہیں وہ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ یہ بات اُن کے لیے کچھ اچھی ہوگی، بلکہ یہ بات اُن کے لئے بہت ہی بُری ہے۔ان لوگوں کو قیامت کے دن اس مال کا (سانپ بنا کر) طوق پہنایا جائے گا جس میں انہوں نے بُخل کیا تھا.بُخل کا بیمار دوسروں کے ساتھ نہیں بلکہ درحقیقت خود اپنے ساتھ بُخل کرتا ہے۔وہ اس کی بدولت اس دنیا میں اپنے آپ کو ہر دلعزیزی اور نیک نامی بلکہ جائز آرام و راحت تک سے، اور آخرت میں ثواب کی نعمت سے محروم رکھتا ہے۔قرآن حکیم نے اسی حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے۔کہ

فمنکم من یبخل و من یبخل فانما یبخل عن نفسه (محمد :38) ترجمہ: پس تم میں سے بعض وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں۔اور جو بُخل کرتا ہے وہ اپنے آپ ہی سے بُخل کرتا ہے۔بُخل ہی کے بدترین درجہ کا نام 'شُح' ہے۔قرآن پاک نے بتایا کہ فلاح و کامیابی انہی لوگوں کا مقدر ہے جو 'شُح' سے محفوظ ہوں۔و من یوق شح نفسه فاولٰئك هم المفلحون ترجمہ: اور جو شخص اپنی طبیعت کے بُخل سے محفوظ رکھا جائے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔(امداد الاحکام ج اصفحہ 45,44)۔نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا' اتقوا شح ، فان الشح اهلك من كان قبلكم ترجمہ: بچو تم حرص سے کیونکہ حرص نے ان لوگوں کو ھلاک کر دیا جو تم سے پہلے تھے۔اور فرمایا' لا یدخل الجنة خب ولا بخیل و لا منان (خطبات الاحکام صفحہ 114) ترجمہ: دھوکہ باز اور بخیل اور احسان جتلانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

حب جاہ

اللہ تعالی نے فرمایا تلك دار الاخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقين ۔ترجمہ: وہ جو دار الآخرت ہے، ہم اس کو ان ہی لوگوں کیلئے کریں گے جو زمین میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے اور نہ اودھم مچانا۔اور انجام کار متقین ہی کے لئے ہے۔اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ماذئبان جائعان ارسلا فی غنم فسدا من حرص المرء علی المال والشرف لدينه ترجمہ: دو بھوکے بھیڑئے بکریوں کے گلے میں چھوڑ دئے جائیں اس گلے کو اتنا تباہ نہیں کرتے جتنا آدمی کی حرص مال پر او جاہ پر اس کے دین کو تباہ کر دیتی ہے۔(شریعت و طریقت صفحہ 192)

شہوت یعنی خواہشات نفسانی

و اما من خاف مقام ربه و نهى النفس عن الهوىٰ فا ن الجنة هى الماوىٰ۔ ترجمہ: اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا اور نفس کو خواہشات سے روکا پس تحقیق اس کے لئے جنت کا ٹھکانا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ و اما المهلكات فهوى متبع و شح مطاع و اعجاب المرء بنفسه وهى اشد هن۔ ترجمہ: ہلاک کرنے والی یہ چیزیں ہیں، وہ خواہش نفسانی) جس کا اتباع کیا جاوے اور حرص جسکی پیروی کی جاوے اور آدمی کا اپنے نفس پر اُترانا اور یہ سب میں سخت ہے۔ (خطبات الاحکام لجمعات العام۔ ص ۱۲۵، ۱۲۷) چند باطنی امراض کو بطور نمونہ ذکر کر دیا اکثر باطنی امراض کا اجمالی خاکہ علامہ شامیؒ کے عبارت میں آچکا ہے۔ ان امراض کے علاج وازالہ کے مختلف طریقے ہیں جن میں سے ایک اتخاذ شیخ کامل ہے.

ضرورت مرشد و بیعت!

حکیم الامت مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ ''یہ یقینی ہے کہ بیعت طریقت کی ضرورت عام نہیں ہے بلکہ باوجود اس کے پھر بھی نفس میں بعض امراض خُفیہ ہوتے ہیں کہ وہ بدوں تنبیہ شیخ محقق عارف کے سمجھ میں نہیں آتے۔ اور اگر سمجھ میں آ بھی جاتے ہیں تو اُن کا علاج سمجھ میں نہیں آتا۔ اور جو معلوم ہوتا ہے نفس کی کشاکشی سے اس پر عمل مشکل ہوتا ہے۔ ان ضرورتوں سے پیر کامل کو تجویز کیا جاتا ہے۔ کہ اُن باتوں کو سمجھ کر آگاہ کرتا ہے۔ اور ان کا علاج وتدبیر بتلاتا ہے۔ کیونکہ خود اپنی حالت کو سمجھنا آسان نہیں ہے اور شیخ کو بصیرت ہوتی ہے کیونکہ وہ بہت سے مغالطے دیکھ چُکا ہوتا ہے۔ اور بہت سے گرم و سرد چکھ چکا ہے جو پریشانی تم کو پیش آئی ہے وہ اس کو بارہا پیش آچکی ہے۔ اس کو بھی کسی صاحب بصیرت نے سنبھالا تھا بار بار تجربہ ہونے سے اس کو پوری بصیرت حاصل ہوگئی ہے تو وہ ہر حالت کو پہچانتا ہے کہ اس میں کتنا حق اور کتنا باطل شامل ہے اور کتنی واقعیت اور کتنا دھوکہ ہے اور اپنے آپ اپنی حالت کو اگر کوئی شخص کسی وقت پہچان بھی لے لیکن اپنی تشخیص پر اطمینان نہیں ہوسکتا۔ پوری پہچان اسی کو ہے جو بارہا تجربہ کر چکا ہو۔ پھر اس کے ساتھ حق تعالیٰ کی مدد بھی شامل ہوتی ہے اس کا بتایا ہوا علاج سہل اور کامل ہوتا ہے (کوئی شخص کتنا ہی عالم فاضل ہو اور طب کی کتابیں بھی پڑھ چکا ہو مگر باقاعدہ کسی طبیب کے پاس رہ کر مشق نہ کی ہو اگر وہ خود اپنا علاج محض کتابی نسخوں سے کرنے لگے تو خطرے کا باعث نہیں تو اور کیا) لہٰذا کتب طب سے کوئی مریض اپنا معالجہ

نہیں کرسکتا۔ حالانکہ کتابوں میں سب کچھ موجود ہے اور طبیب ان ہی سے علاج کرتا ہے اور تم نہیں کرسکتے ۔ اگر معمولی مرض کا علاج کربھی لیا لیکن شدید امراض کا علاج کبھی نہیں کرسکے گا مجھے ہر سال برسات کے آخیر میں بُخار آیا کرتا تھا اور حکیم صاحب ہر سال قریب قریب ایک ہی نسخہ لکھتے تھے میں نے کہا لاؤ اس کو لکھ لیں جب بُخار آیا کریگا تو اس کو استعمال کرلیا کرینگے چنانچہ ایک سال ایسا ہی کیا مگر خاک نفع نہ ہوا آخر کار حکیم صاحب کو بلایا اُنہوں نے نسخہ لکھا اس کے پینے سے آرام ہوا پھر تحقیق ہوئی کہ اس سال صفراء کیساتھ بلغم صاحب بھی تشریف لے آئے ہیں۔ اب اگر میں نے یہ نسخہ بھی نقل کرلیا کہ چلو اس میں صفراء و بلغم دونوں کی رعایت ہے تو اس کا اندازہ کیسے ہو کہ اس سال بلغم صفراء سے زیادہ یا مساوی ہے یا کم ہے اس کا اندازہ تو طبیب ہی کرسکتا ہے، جو نبض کی حالت کو پہچانتا ہو اس لئے کتب طب سے معالجہ کرنا طبیب ہی کا کام ہے۔

غرض نہ بغیر چلے کام چلتا ہے نہ بغیر رفیق سیدھا راستہ ملتا ہے اگر ایک نابینا کسی جگہ پہنچنا چاہے تو اول اس کو خود چلنے کی ضرورت ہے اگر چلے نہیں تو ہزار رفیق بھی ملنے پر راستہ قطعی نہ ہوگا البتہ چلنے کے بعد رہبر اور رفیق کی بھی ضرورت ہے کیونکہ اگر رہبر نہ ہو تو نابینا راستہ میں ضرور کسی جگہ ٹھوکر کھا کر گرے گا۔ بے خطر منزل پر پہنچنے کی صورت یہی ہے کہ اپنے پیروں پر چلے اور رہبر کا ہاتھ پکڑ لے بالکل ویسی ہی حالت اس راستہ کی بھی ہے کہ ارادہ کرنا اور کام شروع کرنا اپنے پیروں پر چلنا ہے اور کسی بزرگ کا دامن پکڑ لینا رہبر کا ہاتھ پکڑ لینا ہے۔ (الغرض) عادۃ اللہ یونہی جاری ہے کہ کوئی کمال بدون اُستاد کے حاصل نہیں ہوتا تو جب اس راہ (طریقت) میں آنے کی توفیق ہو اُستاد طریق کو ضرور تلاش کرنا چاہئے۔ جس کے فیض تعلیم اور برکت صحبت سے مقصود حقیقی تک پہنچے۔ شعر

گر ہوائے ایں سفر داری دِلا ☆ دامن رہبر بگیر و پس بیا
بے رفیقے ہر کہ شد در راہ عشق ☆ عمر بگذشت و نشد آگاہ عشق

یعنی اے دل اگر اس سفر کی خواہش ہو تو رہبر کا دامن پکڑ کے چلا اس لئے کہ جو بھی عشق کی راہ میں بغیر رفیق کے چلا اس کی عمر گزر گئی اور وہ عشق سے آگاہ نہ ہوا۔

اور مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ شعر

یار باید راہ را تنہا مرو ☆ بے قلاؤز اندریں صحرا مشو

یعنی باطنی راستے کیلئے کوئی رفیق ساتھ لے لو۔تنہا اس راستے کو طے کرنے کا ارادہ نہ کرو کیونکہ تم تنہا اس کو قطعی نہیں کر سکتے۔(شریعت وطریقت ص 62,61,60)

حکیم الامت اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمانہ طالب علمی میں استاد دیندار ڈھونڈیئے بددین استاد ہرگز اختیار نہ کرو یہی طلب علم کا وقت ہے۔تخم پاشی کا (تحفہ العلماء ص ۱۶۴ ج ۱)

ضرورت مُرشد یا حاجت تربیت کی

اس موضوع کو مختصر کرنے کیلئے چند مختصر معروضات پیش خدمت ہیں۔

۱)اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فریقاً ھدی و فریقاً حق علیھم الضلالۃ انھم اتخذو الشیطٰن اولیاء من دون اللہ ویحسبون انھم مھتدون اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ بعض دفعہ انسان خود کو ہدایت پر سمجھتا ہے اور وہ سیدھے راستے سے بھٹک چکا ہوتا ہے۔اب اگر کوئی راہ جاننے والا نگرانی کرنے والا ہوگا تو وہ اصلاح فرمائے گا اور وصول الی اللہ کے راستے کو شیخ کامل سے بہتر کون جانتا ہے۔

۲)امتحان میں بیٹھا طالب علم جب پرچہ حل کر رہا ہوتا ہے۔تو وہ اپنے گمان میں ہر سوال کو ٹھیک حل کر رہا ہوتا ہے۔جبکہ استاد کے پاس پہنچ کر بعض ٹھیک اور بعض غلط نکلتے ہیں۔اسی طرح بعض دفعہ سالک کسی بات کا اظہار نعمت سمجھ کر کرتا ہے جبکہ شیخ کامل سمجھتا ہے کہ اس میں عجب ہے۔اسی طرح سخاوت و اسراف میں فرق بھی شیخ کامل ہی سمجھتا ہے.اس لئے مُرشد کے سایہ میں زندگی گزارنا ضروری ہوا (تصوف وسلوک صفحہ 42 بتغیر یسیر)

۳)اہل ظاہر مدینہ میں جہاد کی مشروعیت کا سبب یہی بیان کرتے ہیں کہ مکہ میں افراد و سامان کی کمی تھی مگر اہل تحقیق کے نزدیک مکی دور میں مجاہدات تھے اور تزکیہ کیا گیا تھا ہجرت کر کے صحابہ کا ایمانی معیار اور اخلاق حمیدہ سے معموریت معلوم ہوئی۔دوسری طرف انصار نے بھی بے مثال اخوت اور بھائی چارے کا مظاہرہ کر کے مضبوط ایمان کا ثبوت دیا (احسن الفتاویٰ)

اعمال ظاہرہ اور باطنہ میں ایک خاص فرق۔

اعمال ظاہر اور باطنہ میں ایک خاص فرق یہ ہے کہ اعمال ظاہرہ آنکھوں سے مشاہدہ کئے جاتے ہیں۔جس طرح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ اعمال حسنہ آنکھوں سے محسوس ہوتے ہیں۔اسی طرح چوری، ڈاکہ، جھوٹ، غیبت، بدمعاشی اور عیاشی بھی محسوسات ہیں ہر آنکھوں والا ان کی بُرائی بھلائی کو دیکھ کر

پہچان لیتا ہے۔

لیکن اعمال باطنہ تکبر، حسد، کینہ، حب جاہ، حب مال، ریاء، بخل، حرص وغیرہ کسی کو آنکھوں سے نظر نہیں آتے۔ جو شخص ان گناہوں میں مبتلا ہے مگر ظاہری اعمال کا پابند ہے اس کو کوئی نہیں پہچان سکتا کہ یہ باطنی فسق و فجور میں مبتلا ہے۔ وہ لوگوں کی نظر میں نیک، صالح متقی بنا رہ سکتا ہے۔ دوسروں کی نظروں سے باطنی عیوب کا مستور رہنا تو ظاہر ہے مگر اس سے زیادہ قابل فکر یہ ہے کہ باطنی عیوب اور گناہوں کو بسا اوقات وہ شخص بھی نہیں پہچانتا جو اُن میں مبتلا ہے۔ کیونکہ جتنے باطنی گناہ اور عیوب ہیں ان کی شکلیں اور آثار ایسے کاموں سے ملتے ہیں جو حسنات یا مباحات ہیں۔ مثلاً تکبر اور عزت نفس دو کام ہیں تکبر حرام ہے اور عزت نفس کی حفاظت مطلوب شرعی ہے حسد اور غبطہ ملتے جلتے ہیں، حسد حرام ہے غبطہ جائز بلکہ مطلوب شرعی ہے۔ کیونکہ غبطہ کے معنی یہ ہے۔ کہ کسی شخص کی قسمت وفضیلت کو دیکھ کر اس کی تمنا کرنا کہ یہ مجھے بھی حاصل ہو جائے۔ یہ کوئی مذموم چیز نہیں۔ مذموم حسد ہے۔ جس میں دوسرے کی نعمت وفضیلت کے سلب ہو جانے کی خواہش ہوتی ہے۔ اسی طرح باطن کے جتنے عیوب اور گناہ ہیں ان سے ملتے جلتے دوسرے اوصاف حسنہ ہیں۔ اس لئے خود یہ شخص جو عیوب میں مبتلا ہے۔ بسا اوقات دھوکہ میں رہتا ہے۔ تکبر کو عزت نفس اور حسد کو غبطہ قرار دے کر بے فکر ہوتا ہے (دل کی دنیا صفحہ ۲۴، ۲۵)

اعمال باطن کی اصلاح کیلئے مرشد کی ضرورت

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

اعمال باطنہ کی اصلاح عادتاً اس کے بغیر نہیں ہو سکتی کہ اپنے آپ کو کسی ایسے شیخ مرشد کے حوالے کر دے جو باطنی فضائل و رذائل میں پوری بصیرت اور مہارت رکھتا ہو، خود بھی باطنی رذائل سے پاک رہنے کی کوشش میں لگا ہو اور دوسروں کو بھی ہدایت کرتا ہو۔ پھر اس کی تشخیص و تجویز کے سامنے اپنی رائے کو بالکل فنا کر کے ٹھیک اسی طرح عمل کرے جس طرح ایک بیمار اپنے آپ کو کسی حکیم یا ڈاکٹر کے حوالے کر کے اسی کی تشخیص و تجویز پر عمل کرتا ہے، اگر خود بھی حکیم یا ڈاکٹر ہوتا ہے۔ تو بیمار ہونے کی حالت میں اپنی رائے اور اپنی تجویز کو چھوڑ کر معالج کا مکمل اتباع کرتا ہے۔ اعمال ظاہرہ کے صحت و فساد کو تو کسی استاد سے پڑھ کر معلوم کیا جا سکتا ہے، اور کتابوں کے مطالعہ سے بھی کچھ نہ کچھ معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں، لیکن اعمال باطنہ کی اصلاح

میں محض کسی کتاب کا پڑھ لینا اور پوری طرح سمجھ لینا بھی کافی نہیں ہوتا ان کی اصلاح مرشد کامل کے اتباع کے بغیر عادۃً ممکن نہیں، خرق عادت کے طور اللہ تعالیٰ کسی کو کوئی دولت بغیر اسباب ظاہری کے عطا فرمادیں، یہ الگ بات ہے مگر اس کو کام کا طریقہ نہیں کہا جا سکتا۔

تنبیہ:۔ تلاش مرشد اور اس کے فیوضات سے مستفید ہونے کی خاطر حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ کی کتاب تعلیم الدین سے چند منتخب فصول نقل کی جاتی ہیں.

فصل:۔ خوارق کا ہونا ولایت کیلیے ضروری نہیں، بعض صحابہؓ سے عمر بھر میں ایک خرق عادت بھی واقع نہیں ہوا حالانکہ وہ سب اولیاء سے افضل ہیں، فضیلت کا معیار قرب الٰہی واخلاص پر ہے۔ خوارق اکثر جوگیوں سے بھی واقع ہوتے ہیں، یہ ثمرہ ہے ریاضت کا، خرق عادت کا رتبہ ذکر قلبی سے بھی کم ہے، صاحب عوارف نے غیر اہل خوارق کو اہل خوارق سے افضل کہا ہے۔ عارفین کی بڑی کرامت یہ ہے کہ شریعت پر مستقم ہوں ، اور بڑا کشف یہ ہے کہ طالبان حق کی استعداد معلوم کر کے اس کے موافق ان کی تربیت کریں۔ شیخ اکبر نے کہا ہے کہ بعضے اہل کرامت نے مرتے وقت تمنا کی ہے کی کاش ہم سے کرامتیں ظاہر نہ ہوتیں ۔ رہا یہ شبہ کہ پھر اولیاء کا اولیاء ہونا کس طرح معلوم ہو؟ سو اول تو ولایت ایک مخفی امر ہے، اس کے معلوم ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے اور اگر معلوم کرنے سے یہ مقصود ہے کہ ان سے مستفید ہوں تو ان کی صحبت وتعلیم سے شرف حاصل کرو، جب اپنی حالت روز بروز متغیر پاؤ گے خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ یہ شخص صاحب تاثیر ہے.

فصل طریق تلاش پیر:۔

کمال باطنی کا حاصل جب ضروری ٹھرا اور عادت اللہ یونہی جاری ہے کہ بے توسل پیر کے یہ راہ قطع نہیں ہوتی، اس لئے پیر تلاش کرنا ضروری ٹھرا؛ طریق اس کا یوں ہے کہ اکثر درویشوں سے جن پر احتمال کمال کا ہو ملتا رہے، اور کسی کی عیب جوئی اور انکار میں مبادرت (سبقت) نہ کرے، مگر جلدی سے بیعت بھی نہ کرے، اول یہ دیکھے کہ شریعت پر مستقیم ہے یا نہیں، اگر مستقیم نہیں اس سے علیحدہ ہو گو خوارق وغیرہ اس سے صادر ہوتے ہوں. اللہ تعالیٰ کا حکم ہے "ولا تطع منهم اثما او كفوراً" وقال "ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هواه وكان امره فرطا' اور اگر شرع پر مستقیم ہے تو خود اس کا نیک اور

ولی ہونا تو ثابت ہوگیا، مگر اس شخص کو تو ضرورت تربیت و تکمیل کی ہے اس لیے ابھی بیعت نہ کرے، بلکہ یہ بھی دیکھے کہ اس کی صحبت سے قلب میں کچھ اثر (یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت، دنیا و معاصی کی نفرت پیدا ہوتی ہے یا نہیں) کیونکہ حدیث شریف میں اولیا اللہ کی یہی علامت آتی ہے اذا رئوا ذکر اللہ، لیکن اکثر عوام کو تھوڑی صحبت میں اس کا محسوس کرنا دشوار ہے، اس وقت یوں چاہئے کہ اس کے مریدوں میں سے جس کو عاقل، راست گو دیکھے اس سے شیخ کی تاثیر کا حال معلوم کرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "فاسئلوا اهل الذکران کنتم لا تعلمون" اور حدیث میں ہے: انما شفاء العی السوال"۔ اگر کوئی معتبر آدمی شہادت دے، اس کا اعتبار کرے، اور جو بہت سے آدمی ویسی شہادت دیں تو زیادہ اطمینان کا باعث ہے، مگر وہ گواہی دینے والے قرائن سے سچے معلوم ہوتے ہوں مریدان می پرانند کے مصداق نہ ہوں، اس اطمینان کے بعد بیعت ہو جاوے اور اس کے ارشاد کے موافق عمل درآمد کرے۔

فصل۔ تعدد پیر میں؛

اگر ایک شیخ کی خدمت میں خوش اعتقادی کے ساتھ ایک معتد بہ مدت تک رہا، مگر اس کی صحبت میں کچھ تاثیر نہ پائی تو دوسری جگہ اپنا مقصود تلاش کرے، کیونکہ مقصود خدا تعالیٰ ہے نہ کہ شیخ۔

رباعی

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت !   وز تو نرمید صحبت آب و گلت

زنہار ز صحبتش گریزاں می باش   ورنہ کند راح عزیزاں بہ حلت

لیکن شیخ اول سے بد اعتقاد نہ ہو، ممکن ہے وہ کامل مکمل ہو مگر اس کا حصہ وہاں نہ ہو۔ اسی طرح اگر شیخ کا انتقال ہو جاوے، یا ملاقات کی امید نہ ہو، جب بھی دوسری جگہ تلاش کرے اور یہ خیال نہ کرے کہ قبر سے فیض لینا کافی ہے دوسرے شیخ کی کیا ضرورت ہے، کیونکہ قبر سے فیض تعلیم نہیں ہو سکتا، البتہ صاحب نسبت کو احوال کی ترقی ہوتی ہے، سو یہ شخص تو ابھی محتاج تعلیم ہے، ورنہ کسی کو بھی بیعت کی ضرورت نہ ہوتی، لاکھوں قبریں کاملین بلکہ انبیا علیہم السلام کی موجود ہے۔

فصل:۔ اور بلا ضرورت، محض براہ ہوسنا کی [حریصی] کئی کئی جگہ بیعت کرنا برا ہے۔ اس سے

بیعت کی برکت جاتی رہتی ہے اور شیخ کا قلب مکدر ہو جاتا ہے، اور نسبت منقطع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اور ہر جائی مشہور ہو جاتا ہے۔

فصل:۔

اور اگر شیخ کی صحبت سے قلب میں کچھ تاثیر معلوم ہوتی ہو تو اس کی صحبت کو غنیمت سمجھے، اور اس کے عشق و محبت کو دل میں محکم کرے، اس کی پوری اطاعت کرے اور اس کو خوش رکھے، کوئی ایسی حرکت نہ کرے جو اس کے تکدر کا باعث ہو کہ اس سے فیوض بند ہو جاتے ہیں، سورۂ حجرات کی اول کی آیتوں میں آداب نبویہ بتلائے گئے ہیں، شیخ چونکہ خلیفہ کامل ہے، اس کی محبت و آداب کا بھی یہی حکم ہے۔

فصل:۔

شیخ سے اگر احیاناً [کبھی کبھی] کوئی فعل قابل اعتراض سرزد ہو جائے تو اعتراض نہ کرے، حضرت موسیٰ اور حضر علیہما السلام کا قصہ یاد کرے۔

آں پسر را کش خضر ببرید حلق　　　سرآں را در نیابد عام خلق

گر خضر در بحر کشتی را شکست　　　صد درستید رشکست خضر ہست

یا تو تاویل کرلے، یا یوں سمجھ لے کہ اولیا معصوم نہیں ہوتے ہیں اور توبہ سے سب معاف ہو جاتا ہے، مگر یہ اس شیخ کے لیے جو شرع کا پابند، صاحب استقامت ہو اور اتفاقاً اس سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو جائے۔ اور اگر اسنے فسق و فجور کو عادت بنا رکھا ہے، وہ ولی نہیں، اس کے قول و فعل کی تاویل کی کچھ ضرورت نہیں، اس سے علیحدگی اختیار کرے۔

اعمال باطنہ کی اصلاح کیلئے امام غزالیؒ کی تجویز:۔

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کو حق تعالیٰ نے باطنی امور میں خاص بصیرت عطا فرمائی اور تعلیم و تربیت کا ایک خاص سلیقہ ان کو عطا ہوا ہے۔ ان کی تجویز یہ ہے کہ عیوب نفس اور اپنے باطنی گناہوں سے آگاہ ہونے کے چار طریقے ہیں۔

''پہلا طریقہ مرشد کامل اور اس کا اتباع ہے''۔

سب سے بہتر اور مکمل طریقہ باطنی عیوب سے مطلع ہونے اور ان کی اصلاح کا یہ ہے کہ کسی ایسے شیخ کامل کو تلاش کرے جو شریعت وطریقت کا جامع ہو، باطنی فضائل ورذائل کے پہچاننے میں اوران کے علاج میں مہارت اور بصیرت رکھتا ہو۔

ایک شیطانی فریب اوراس کا علاج:۔

اس موقع پر عام طور سے لوگوں کو یہ کہتے سنا جاتا ہے کہ مرشد کامل اس زمانے میں کہاں سے لائیں؟ ہر طرف ہر طبقے میں دھوکہ فریب اور نام ونمود اور نمائش ہے کھرے کھوٹے کی پہچان مشکل ہے۔علماء صلحاء اور درویشوں کے بیشمار تجربے اوران کی غلط کاریوں کی طویل فہرست اس جگہ شیطان انسان کے سامنے کر کے اس کو مایوس کر دینا چاہتا ہے۔ایسے لوگ بکثرت اقبال مرحوم کا یہ شعر پڑھا کرتے ہیں۔

؎ خداوندا! یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی سالوسی سلطانی بھی عیاری۔

اس فتنہ وفساد اور فسق وفجور کے زمانے کے متعلق اقبال مرحوم کا یہ شکوہ غلط ہے نہ بیجا، مگر اس کا کوئی یہ مطلب قرار دے کہ اب اصلاح حال سے مایوسی ہے اس کا کوئی راستہ نہیں ہے اس لیئے اب جو کچھ اپنے جی میں آئے وہ کرو؛ یہ سراسر غلط فہمی ہوگی۔

دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اس زمانے کا یہ شر وفساد اور کوتاہی وکمزوری صرف علماء وصلحاء ہی کے طبقے میں ہے۔یا تمام طبقات دنیا کا یہ حال ہے۔آخر کون نہیں جانتا کہ اس زمانے میں ڈاکٹری تحقیقات اور نوایجاد آلات وادویہ کی بہتات کے باوجود وہ ڈاکٹر ہزاروں میں ایک ہوتا ہے۔ جو فن کا ماہر بھی ہوتا ہو اور غور اور فکر بھی پورا کرے اوراس کے ہاتھ میں شفا بھی ہو۔ہزاروں وکیلوں میں کوئی ایک قابل اعتماد واطمینان نظر آئے گا۔ لاکھوں تاجروں میں سچائی کی تجارت کرنے والے گنے چنے چند ہوتے ہیں، لاکھوں صنعت کاروں میں کامل ماہر اور قابل اعتماد خاص خاص ہی ہوتے ہیں۔مگر نہ کسی نے ڈاکٹروں کو چھوڑ کر اپنے علاج میں خود رائی اختیار کی نہ وکیلوں کو چھوڑ کر خود اپنے مقدمات کی پیروی کی نہ تاجروں سے بیوپار چھوڑا نہ صنعت کاروں سے معاملہ ختم کیا۔انہیں میں انتخاب اور تلاش کر کے کام چلایا جاتا ہے۔آج بازار میں نہ گھی خالص ملتا ہے نہ دودھ نہ آٹا نہ مصالحہ مگر اس کی وجہ سے کسی کو نہیں سنا کہ اس نے گھی، دودھ کا استعمال چھوڑ دیا ہو یا آٹے کے

بجائے کچھ اور کھانا شروع کر دیا ہو۔ ہزاروں کوشش کر کے اسی فریب دھوکہ کے بازار میں سے تلاش کرنے والے خالص اور اچھی چیزیں نکال لاتے ہیں۔

آج دین کے معاملہ میں یہی روش کیوں نہ اختیار کی جائے جبکہ دین کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی ہے کہ صادقین کاملین قیامت تک رہیں گے۔ اور تلاش کرنے والے ان کو ہر جگہ پائیں گے۔

صادقین کاملین قیامت تک موجود ہونے پر دلیل:۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔"یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصدقین"

"اے ایمان والو! تقوی اختیار کرو، اور سچے لوگوں کے ساتھی بن جاؤ" سچے لوگوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو زبان، ہاتھ، قول، فعل، ہر چیز کے سچے ہوں اور یہی خلاصہ ہے ولی کامل کے اوصاف کا۔ امام رازیؒ نے اپنی تفسیر کبیر میں اس آیت کے تحت فرمایا: "یہ حکم سچے لوگوں کے ساتھی بننے کا ظاہر ہے کہ قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کو ہے اس لئے اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ عدہ ہے کہ مسلمانوں کا مجمع کسی زمانے میں صادقین سے خالی نہ رہے گا" پھر اس سے امام رازیؒ نے اجماع امت کے حجت ہونے پر بھی استدلال کیا ہے کیونکہ جب مسلمانوں کا مجمع صادقین سے خالی نہیں ہو سکتا تو یہ ممکن نہیں کہ سب مسلمان کسی گمراہی پر جمع ہو جائیں، کیونکہ صادقین گمراہی کا شکار نہیں ہو سکتے۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ زمانہ ہر چیز کے اور خصوصاً نیکی اور خیر کے انحطاط اور تنزل کا ہے، دھوکہ وفریب اور نمائش ونمود بہت ہے، اصلیت اور حقیقت بہت کم ہے۔ خیر القرون میں خیر اور صدق وصلاح کی کثرت تھی، ہر جگہ ہر گوشہ میں یہی جنس عام تھی۔ آج یہ جنس صلاح بہت تلاش سے ملتی ہے، اور وہ بھی اس معیار کی نہیں جو سلف کے زمانے میں ملتی تھی۔ مگر جیسا کہ اس زمانے میں یہ جنس کامیاب ہو گئی۔ اور اس کی تلاش میں دشواریاں پیدا ہو گئیں ویسے ہی حق تعالیٰ نے اس زمانے کے لوگوں کی مزدوری اتنی بڑھا دی کہ سلف کے زمانے سے اس کی کوئی نسبت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "آخری زمانے میں نیک کام کرنے والے ایک شخص کو پچاس عمل کرنے والوں کا ثواب ملے گا" صحابہ کرامؓ نے سوال کیا کہ "پچاس اس زمانے کے یا ہمارے زمانے کے" آنحضرت ﷺ نے فرمایا "نہیں۔ تمہارے زمانے کے پچاس ۵۰ کے برابر کا ثواب ملے گا"۔

اب آپ اندازہ لگائے اس فتنے کے زمانے میں جو شخص نیکی پر قائم رہے۔اس کا اجر پچاس ابوبکر ،عمراور صحابہ کرام کے برابر ملے گا۔

ان کے عمل کی یہ مزدوری اس لئے بڑھادی گئی ہے کہ اس زمانے میں نیک لوگوں کی صحبت بھی بہت مشکل سے حاصل ہوتی ہے۔اور نیکی پر قائم رہنا بھی انگارے کو ہاتھ میں رکھنے کی طرح مشکل۔

ایک اور شیطانی فریب:۔

مرشد کی تلاش اور شیخ کے انتخاب میں شیطان ایک اور فریب میں لوگوں کو مبتلا کرتا ہے۔وہ یہ کہ اسلاف امت اور اکابر اولیاء اللہ کے حالات جو کتابوں میں مدون ہیں ان کو پڑھ کروہ اپنے زمانے میں بھی اسی معیار کے لوگوں کو تلاش کرتے ہیں۔اور جب وہ نظر نہیں آتے تو مایوس ہو کر اصلاح کا خیال ہی چھوڑ دیتے ہیں۔اس فریب کی علت یہ ہے کہ زمانے کا تنزل اور انحاط ایک ناگزیر حقیقت ہے۔قرآن وحدیث اس پر شاہد ہیں۔آج نہ کوئی ابوبکر پیدا ہوتا ہے نہ عمر نہ دوسرے صحابہ، نہ آج جنید وشبلی واپس آئیں گے، نہ معروف کرخی اور ذوالنون مصری پائے جائینگے۔جو شخص ان بزرگوں کے بلند حالات ومقامات کا معیار لے کر تلاش کرے گا،اس کیلئے محرومی ضروری ہے، ہونا چاہئے کہ ولی کامل کیلئے جو کم سے کم شرائط ہیں ان کو تلاش کرے تو ہر زمانے میں اور ہر جگہ انشاء اللہ تعالیٰ صادقین کاملین مل جائیں گے۔

اولیاءاللہ کی پہچان یا شیخ کامل کی نشانیاں:۔

اولیاءاللہ کی پہچان چند چیزیں ہیں۔

(۱) اول بقدر ضرورت علم دین جس سے احکام پر عمل کر سکے،اگرچہ ضابطہ کا عالم نہ ہو۔

۲۔ دوسرے دوام طاعت کہ احکام شرعیہ (فرائض، واجبات) میں کوتاہی نہ کرے اور محرومات ومکرہات سے اجتناب کرے اگراس میں کبھی لغزش ہوتو فوراً توبہ کرے۔

۳۔ تیسرے کثرت ذکر یعنی اس کے اکثر اوقات اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں۔خواہ وہ ذکر تسبیحات واوراد کا ہو یا خالص اللہ کی رضاجوئی کیلئے،تعلیم دین اور اور تصنیف وتالیف اور فتویٰ وارشاد ہو کیونکہ یہ سب چیزیں اخلاص نیت کے ساتھ ذکر اللہ میں داخل ہیں۔

۴۔ چوتھے یہ کہ کسی باقاعدہ شیخ کامل سے اصلاح وارشاد کی اجازت پائے ہوئے ہو۔

۵۔ پانچویں یہ کہ اس کی صحبت میں چند روز بیٹھکر آخرت کی طرف رغبت ہو اور دنیا کے فضول بکھیڑوں سے وحشت کے آثار ظاہر ہونے لگیں۔

بس اتنی علامات جس شخص میں پائی جائیں وہ اصلاح ارشاد کیلئے کافی ہیں، اگر ان اوصاف کے متعدد، آدمی سامنے ہوں تو ان میں سے جس کے ساتھ عقیدت، محبت اور طبعی مناسبت زیادہ ہو اس کو اختیار کرے (دل کی دنیا ص 25-30)

مرشد کامل کی نشانیاں حکیم الامت اشرف علی تھانوی سے شریعت وطریقت کے صفحہ نمبر 64 پر منقول ہیں اور پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی نے تصوف وسلوک میں ذکر کی ہیں من شاء فلیراجع۔

''صحبت شیخ کی ضرورت اہمیت اور اثر:۔

صحبت شیخ:۔

عن حنظلہ (فی حدیث طویل) فاذ اخرجنا من عندہ عافسنا الازواج والاولاد والضیعات ونسینا کثیرا فقال ﷺ والذی نفسی بیدہ لو تدومون علی ما تکونون عندی او فی الذکر لصافحتکم الملئکۃ علیٰ فرشکم وفی طرقکم ولکن یا حنظلۃ ساعۃ وساعۃ ثلث مرات (اخرجہ مسلم والترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت حنظلہؓ سے (ایک طویل حدیث میں) روایت ہے پھر جب ہم نبی کریم ﷺ کے پاس سے آتے ہیں تو بیوی بچوں اور معاملات جائیداد میں آلودہ ہو جاتے ہیں اور بہت سی باتوں کا خیال بھی نہیں رہتا۔ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جس حالت میں میرے پاس ہوتے ہو اگر تم لوگوں کو اس حالت پر پایا یہ کہ ذکر میں دوام ہو جائے تو تم سے بستروں اور سڑکوں پر فرشتے مصافحہ کرنے لگیں لیکن اے حنظلہ! ایک ساعت کیسی ایک ساعت کیسی یہ مضمون آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔ (اسکو مسلم وترمذی نے روایت کیا) جسطرح مجاھدات اور ریاضات سے کسی کیفیت کا ورود ہوتا ہے اسی طرح شیخ کی صحبت اور خطاب سے بھی ہو جاتا ہے۔ گو اس کو مثل اثر ریاضت کے رسوخ اور بقاء نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت حنظلہ کا یہ فرمانا کہ ''خدمت مبارک سے علیحدہ ہو کر تعلقات میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بہت سی باتیں یاد نہیں رہتیں'' اس سے ناشی ہے جس کا سبب بُعدِ خدمت نبوی ﷺ ہے۔ (شریعت وطریقت ص 68)

صحبت شیخ کی ضرورت:۔

بیعت کی اصلی بڑی ضرورت یہی رفاقت یا پیر کی صحبت و تعلق ہے۔تا کہ راستہ کے خطرات اور اس کے ٹھوکروں سے حفاظت ہو۔علم چاہے ہو یا نہ ہو بلکہ علم بھی بلا صحبت کے بیکار ہے۔''اور صاحب صحبت بلا علم'' کی اصلاح ''صاحب علم بلا صحبت'' سے زیادہ ہوتی ہے۔(صحابہ کرامؓ اجمعین سب کے سب عالم نہ تھے مگر ادنیٰ سے ادنی صحابی کی فضیلت بھی اعلیٰ سے اعلیٰ محدثین وفقہاء اور بڑے سے بڑے اولیاء واقطاب پر مسلم ہے۔)اس فضیلت کا مدار محض حضور اکرم ﷺ کی صحبت پر ہے۔صرف صحبت سے پایا جو کچھ پایا اور ہمیشہ اہل اللہ نے صحبت ہی کا التزام رکھا۔اتنی توجہ علم کی طرف نہیں کی جتنی صحبت کی طرف کی۔

بھلا نری کتابوں سے بھی کوئی کامل مکمل ہوا ہے. موٹی سی بات ہے کہ بڑھئی کی پاس بیٹھے بغیر کوئی بڑھئی نہیں بن سکتا حتی کہ بسولہ بھی بطور خود ہاتھ میں لیکر اٹھائے گا تو وہ بھی قاعدہ سے نہ اٹھایا جاسکے گا۔بلا درزی کے پاس بیٹھے سوئی پکڑنے کا انداز بھی نہیں آتا۔بلا خوشنویس کے پاس بیٹھے اور بلا قلم کی گرفت اور کشش دیکھے ہرگز کوئی خوشنویس نہیں ہوسکتا۔غرض بدون کامل کی صحبت کے کوئی کامل نہیں بن سکتا۔

صحبت صالح ترا صالح کند ۔۔۔ صحبت طالح ترا طالح کند

ہر کہ خواھد ہمنشینی با خدا ۔۔۔ گونشیند در حضور اولیاء

یک زمانہ صحبت با اولیاء ۔۔۔ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

صحبت نیکاں اگر یک ساعت است ۔۔۔ بہتر از صد سالہ زہد و طاعت است

(مطلب یہ ہے کہ) نیک آدمی کی صحبت تم کو نیک بنا دے گی اسی طرح بد بخت کی صحبت بد بخت بنا دے گی جو شخص خدا تعالی کی ہمنشینی کا طالب ہو تو اس کو اولیاء کرام کی صحبت میں بیٹھنا چاہیئے۔اللہ والوں کی تھوڑی دیر کی صحبت سو(۱۰۰) سالہ بے ریا طاعت (عبادت) سے بہتر ہے۔نیکوں کی صحبت اگر ایک گھڑی بھی نصیب ہو جاوے تو وہ سو سالہ زہد و طاعت سے بہتر ہے۔

ان اشعار اور ان کے مطلب سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ کامل کی صحبت میں بعض ا

اوقات کوئی گُر ہاتھ آجاتا ہے یا کوئی حالت ایسی قلب میں پیدا ہو جاتی ہے جو ساری عمر کیلئے مفتاح سعادت بن جاتی ہے ہر وقت اور ہر ساعت مراد نہیں بلکہ وہی وقت اور وہی ساعت مراد ہے جس میں یہ حالت میسر ہوگی۔ ہر صحبت میں اس کا احتمال ہے اس لئے ہر صحبت کا اہتمام چاہئے اس سے ہر صحبت کا مفید اور نافع ہونا ظاہر ہے اور حالت کو صد سالہ طاعت کے قائم مقام بتلانے کو ایک مثال سے سمجھ لیجئے۔ اگر کسی شخص کے پاس سو اشرفیاں ہوں تو بظاہر تو اس کے پاس امتعہ (یعنی اسباب میں) سے کوئی ایک چیز بھی نہیں لیکن اگر ذرا تعمق کی نظر سے دیکھا جائے تو ہر چیز اس کے قبضے میں ہے (کیونکہ اشرفیوں سے اسباب خرید سکتا ہے) اسی طرح اگر وہ کیفیت اس کے اندر پیدا ہوگئی تو بظاہر تو خاص طاعات میں سے کوئی بھی چیز اس کے پاس نہیں مگر حکماً ہر چیز ہے پس مراد اس سے اعمال پر قدرت ہونا ہے اس سے اس کے سب کام بن جاویں گے اور اصل چیز وہی کام ہیں جنکی یہ مفتاح (چابی) صحبت میں نصیب ہوگئی۔ اگر وہ اعمال نہ کیے تو نری مفتاح کس کام کی؟ اسی لئے یہ کہتا ہوں کہ بدوں اعمال نہ کچھ اعتبار اقوال کا ہے اور نہ احوال کا، نہ ہی کیفیات کا اس لئے ان چیزوں میں سے کسی چیز میں بھی حظ نہ ہونا چاہئے اگر اعتبار کے قابل کوئی چیز ہے تو وہ اعمال ہیں اور اعمال بلا توفیق حق کے مشکل اور توفیق عادۃً محبت کامل پر موقوف ہے۔

صحبت شیخ میں طالب دُزدیدہ طور پر اپنے اندر اخلاق کو لے لیتا ہے۔ صحبت شیخ کے متعلق یہ قطعہ بہت ہی عجیب اور مناسب ہے۔

گلے خوشبوئے در حمام روزے رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری کہ از بوئے دلاویز تو مستم
بگفتا من گل ناچیز بودم ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشیں در من اثر کرد وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم (گلستان سعدی)

(شریعت وطریقت ص 70,69)

باطنی اصلاح اور تربیت کے سلسلے میں دیوبند کے ابتدائی پچاس برس (۵۰)

اکابر علمائے دیوبند جب سند فراغت حاصل کر لیتے تھے تو اس کے بعد ان کے کیلئے ضروری تھا کہ کسی صاحب نسبت بزرگ کے پاس رہ کر اپنی اصلاح کروائیں۔ بلکہ پہلے پچاس سال تک تو یہ معمول رہا کہ اس وقت تک ان کو دستار فضیلت نہیں باندھی جاتی تھی جب تک وہ علم ظاہر سے فراغت کے بعد کسی اللہ والے کے پاس رہ کر باطنی نعمت حاصل نہ کر لیتے جب دیکھا گیا کہ اب حالات ایسے نہیں ہیں کہ طلباء زیادہ وقت دے پائیں تو پھر ان کو دستار فضیلت اس شرط کے ساتھ باندھ دی جاتی تھی کہ وہ اپنے اپنے مقام پر کسی اللہ والے سے یہ نعمت حاصل کریں گے (رہے سلامت تمھاری نسبت ص 199)۔

متاع گم شدہ کی دریابی یا درویشی کی راہ کا حاصل؟

۱۔ نہ اس میں کشف کا ہونا ضروری ہے (کشف اس کو کہتے ہیں کہ جو چیز اور لوگ نہیں دیکھتے ہیں وہ دل میں صفائی ہونے کی وجہ سے دل کے آنکھوں سے نظر آجائے) یا جو چیز ابھی واقع نہیں ہوئی ہے آئندہ ہونے والی ہے وہ معلوم ہو جائے) نہ کرامت کا ہونا ضروری ہے۔ (کرامت اس کو کہتے ہیں کہ درویش سے ایسے کام ہوں جو اور لوگ نہیں کر سکتے) کشف و کرامت کسی ولی سے ہوتا ہے اور کسی سے بالکل نہیں ہوتا.

۲۔ اگر کوئی شخص کسی بزرگ کا مرید ہو تو پیر اس کا ذمہ دار نہیں ہو جاتا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ضرور بخشوائے گا۔

۳۔ پیر کی طرف سے مرید سے اس کا بھی وعدہ نہیں ہوتا کہ تمھاری دنیا کے جو کام اٹکیں گے پیر صاحب تعویز گنڈے کر کے ان کاموں کو بنا دیں گے یا جو مقدمے ہونگے وہ پیر کے دعا سے ضرور فتح ہو جایا کریں گے یا مرید ہونے سے کاروبار میں ترقی ہو جایا کریگی یا اگر کوئی بیماری ہوئی تو جھاڑ پھونک سے جاتی رہے گی نہ اس کا وعدہ ہے کہ جو بات ہونے والی ہو گی پہلے ہی سے بتلا دی جاوے گی کہ اسطرح ہونے والی ہے۔

۴۔ نہ پیر کے لئے اس بات کا ہونا ضروری ہے کہ اس کے توجہ میں ایسا اثر ہو کہ مرید کی حالت خود بخود درست ہو مرید کو کچھ کرنا ہی نہ پڑے، گناہ کا خیال ہی نہ آوے خود بخود عبادت کے کام ہوتے رہیں مرید کو زیادہ ارادہ ہی نہ کرنا پڑے یا علم دین و قرآن پڑھنے میں ذہن و حافظہ بڑھ جاوے۔

۵۔ نہ ایسی باطنی کیفیتیں پیدا ہونے کیلئے کوئی وقت مقرر ہے کہ ہر وقت یا عبادت کے وقت لذت سے مست رہے عبادت میں خیالات ہی نہ آویں خوب رونا آوے ایسی بے خودی ہو جائے کہ اپنی پرائی خبر نہ رہے (بلکہ

ہوسکتا ہے کہ بالکل کوئی کیفیت ہی پیدا نہ ہو)

۶۔ نہ ذکر و شغل کرنے میں نور کا نظر آنا یا کوئی آواز سنائی دینا ضروری ہے۔

۷۔ نہ عمدہ عمدہ خوابوں کا دیکھنا یا جو باتیں دل میں آویں جس کو الہام کہتے ہیں ان کا اسی طرح سے ہو جانا ضروری ہے بلکہ اصل مقصود اللہ تعالیٰ کا راضی کرنا ہے۔ جس کا طریقہ شریعت کے حکموں پر پورے طور پر چلنا ہے لیکن شریعت کے حکم دو طرح ہیں، بعض ایسے ہیں جو بدن کے متعلق ہیں جیسے نماز کے احکام، روزہ کے احکام، طلاق کے احکام، میاں کے حقوق بیوی پر اور بیوی کی حقوق میاں پر ان کے احکام اور قسم کے احکام، کفارہ کے احکام، اپنے میں لین دین کرنے کے احکام، مقدموں میں پیروی کرنے کے احکام، گواہی دینے کے احکام، وصیت کرنے کے احکام مردہ جو مال چھوڑے اسکے تقسیم کرنے کے احکام اور جیسے سلام کرنے کے احکام آپسمیں بات چیت کرنے کے احکام، کھانا کھانے کے متعلق احکام، سونے اٹھنے بیٹھنے کے متعلق احکام، کسی کے ہاں مہمان ہو کر جانے کے احکام، اگر اپنے یہاں کوئی مہمان آوے اس کی مہمان داری کے احکام اور جو شریعت میں اسی قسم کے حکم ہیں یہ سب احکام تو ہاتھ پیر، زبان سے بجالائے جاتے ہیں اور ان حکموں کے مسئلوں کو علم فقہ کہتے ہیں۔

اور بعض شریعت کے ایسے حکم ہیں جو دل سے متعلق ہیں جیسے خدا سے محبت رکھنا، خدا سے ڈرنا، خدا کو یاد رکھنا (اور کسی دم نہ بھولنا) دنیا سے محبت کم ہونا، خدا کی طرف سے جو کچھ ہو اس پر راضی رہنا، حرص، لالچ نہ کرنا عبادت کرتے وقت اپنی عبادت کی طرف دھیان رکھنا، دین کے کام کو صرف اللہ کے پاس خوشنودی کیلئے کرنا، کسی کو اپنے سے کم تر نہ سمجھنا، اپنے کو اچھا نہ سمجھنا، غصہ کو روکنا اور جو اس قسم کے شریعت کے حکم ہیں سب احکام دل سے بجالائے جاتے ہیں اور ان باتوں کے حاصل کرنے کا نام سلوک ہے اور جس طرح ان حکموں پر عمل کرنا فرض واجب ہے جو بدن سے کیے جاتے ہیں اسطرح ان حکموں پر بھی عمل کرنا فرض واجب ہے جو دل سے متعلق ہیں۔ اور دل کی خرابی سے اکثر ان احکام میں بھی خرابی آجاتی ہے جو بدن کے متعلق ہیں جیسے خدا کی محبت کم ہونے سے نماز میں سستی ہوگئی یا جلدی جلدی رکوع کر لیا یا بخل سے زکوۃ اور حج کی ہمت نہ ہوئی یا اپنے کو بڑا سمجھنے یا زیادہ غصہ ہونے سے کسی پر ظلم ہو گیا کسی کا حق ادا نہ کیا۔ اسی طرح اور باتوں کو سمجھ لو۔ اور اگر ان ظاہری حکموں کو بجانے لانے میں کسی نے احتیاط بھی کی اور اچھی طرح ادا کیا تب بھی جب تک دل

کی درستی نہیں ہوتی یہ احتیاط چند روز سے زیادہ نہیں چلتی اس لیے دل کی درستی کا طریقہ کم معلوم ہوتا ہے اور جو معلوم ہوتا ہے تو نفس کی سرکشی سے اس پر عمل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ان ضرورتوں سے پیر کامل تلاش کیا جاتا ہے ۔کہ وہ ان باتوں کو سمجھ کر بتلاتا ہے اور ان کا علاج اور تدبیر بھی بتلاتا ہے۔اور علاج کرنا دل کی بیماریوں کا آسان ہو جاوے اور جو تدبیر علاج کی بتلائی جاوے ان میں اثر وقوت پیدا ہو جاوے یعنی وہ تدبیریں اپنا اثر جلدی کریں ان امور کی غرض سے کچھ ذکر و شغل بھی بتلاتا ہے۔اور ویسے ذکر خود بھی عبادت ہے پس درویشی کی راہ چلنے والے کو دو (۲) کام کرنا پڑتے ہیں ایک تو ضروری اور وہ شریعت کے دونوں قسم کے احکام کی پابندی ہے وہ احکام بھی جو بدن سے متعلق ہیں اور وہ بھی جو دل سے متعلق ہیں اور دوسرا مستحب اور وہ کثرت ذکر ہے ان احکام کی پابندی سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور نزدیکی حاصل ہوتی ہے اور کثرت سے ذکر کرنے سے زیادہ رضامندی اور زیادہ نزدیکی حاصل ہوتی ہے۔یہ خلاصہ ہے درویشی کی راہ کا اور درویشی کے مقصود کا۔

(تسہیل قصد السبیل ص 41,40,39)

اکابرین امت اور فیضان باطن کا اکتساب:۔

۱۔حضرت حسن بصریؒ نے اٹھارہ بدری صحابہؓ سے علم ظاہری حاصل کیا تاہم علم باطن حضرت علیؓ سے حاصل کیا اور انوارات باطن کا اکتساب کیا۔

۲۔حضرت سفیان ثوریؒ فرمایا کرتے تھے اگر ابو ہاشم الصوفی نہ ہوتے میں ریاکاری کی رقیق باتوں سے واقف نہ ہوتا۔

۳۔امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ نے حضرت جعفر صادقؒ سے فیض پایا امام اعظمؒ نے دو سال کے رابطہ کے بعد فرمایا۔"لولا السنتان لهلك النعمان" (گروہ دو ۲ سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا)

۴۔ایک مرتبہ حضرت ابراہیم ادھمؒ حضرت امام اعظمؒ سے ملنے کیلئے تشریف لائے۔امام صاحب نے فرمایا "سیدنا ابراہیم آگئے" طلباء نے پوچھا وہ کیسے فرمایا، "ہم جسموں کی خدمت کرنے میں مشغول ہیں اور یہ خدا کی خدمت کرنے میں مشغول" پس ایسی باخدا ہستی ہی کو مرشد کہا جاتا ہے۔

۵۔امام شافعیؒ نے حضرت امام محمد بن حسن شیبانیؒ سے فیض پایا۔آپ کا مشہور قول ہے۔

''میں نے صوفیاء کی صحبت اختیار کی اور ان کی دو۲ باتوں سے بڑا نفع پایا۔ ایک یہ ہے کہ وقت ایک تلوار ہے اگر تم اس کو نہ کاٹو گے تو وہ تم کو کاٹ دے گا۔ اور دوسری بات یہ کہ اگر تم اپنے نفس کو حق میں مشغول نہ کرو گے تو وہ تم کو باطل میں مشغول کر دے گا۔

۷۔ امام احمد بن حنبلؒ اپنے وقت کے ولئی کامل (حضرت بشر حافیؒ) کی خدمت میں جایا کرتے تھے۔ ایک دن طلباء نے پوچھا، حضرت! آپ اتنے بڑے عالم ہو کر ایسے شخص کے پاس جاتے ہیں جو عالم نہیں امام احمد بن حنبل نے تاریخی جوابدیا ''میں عالم بکتاب اللہ ہوں اور بشر حافی عالم باللہ ہیں اور عالم باللہ کو عالم بکتاب اللہ پر فضیلت نصیب ہے۔ اللہ اکبر کبیرا، ایک شخص نے امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا ''ما الاخلاص'' (اخلاص کیا ہے) فرمایا ''الاخلاص ھو الخلاص من آفات الاعمال'' (اخلاص اعمال کے مصائب سے چھٹکارے کا نام ہے) اس نے پوچھا ''ما التوکل'' (توکل کیا ہے) فرمایا ''الثقۃ باللہ'' اللہ پر اعتماد کرنا) اس نے پوچھا ''ما الرضاء'' (رضاء کیا ہے) فرمایا ''تسلیم الامور الی اللہ'' (تمام امور اللہ کے سپرد کرنا) پوچھا۔ ''ما المحبۃ'' (محبت کیا ہے) امام احمد بن حنبلؒ نے یہ سن کر فرمایا کہ یہ سوال بشر حافیؒ سے پوچھو جب تک وہ زندہ ہیں میں جواب نہیں دے سکتا۔

۸۔ امام غزالی کے ظاہر اور باطنی علوم کے مربی خواجہ بو علی فارمدیؒ تھے جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم المرتبت شیخ تھے۔ امام غزالیؒ اپنی سوانح حیات میں لکھتے ہیں

''انی اخذت الطریقة من ابی علی فارمدیؒ وانتصلت ما کان یشیر الیه من وظائف العبادات واستدامة الذکر الی ان جزت العقبات وتکاف تلك المشاق وحصلت ما کنت اطلبه'' (مکاشفہ القلوب ص 35) (میں نے طریقہ تصوف شیخ ابو علی فارمدی رحمہ اللہ سے اخذ کیا ہے عبادت اور ذکر میں ان کے دستور کو اپنایا اس طرح مجھے تکالیف سے نجات ملی اور مشقتوں سے چھٹکارا ملا۔ اور جو کچھ پانا تھا وہ پالیا)

۹:۔ امام رازیؒ کی بیعت حضرت نجم الدین کبریٰؒ سے تھی.

۱۰:۔ عارف کامل مولانا رومؒ کی بیعت شمس تبریزی سے تھی آپ نے فرمایا

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم ۔۔۔ تا غلام شمس تبریزی نہ شد

(مولوی روم والوں کا مولا اس وقت تک نہ بن سکا۔ جب تک شمس تبریزیؒ کا غلام نہ بن گیا)

۱۱:۔ مولانا جامیؒ جیسی شہرت آفاق کی حامل شخصیت کی بیعت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار سمرقندیؒ سے تھی۔

۱۲:۔ حضرت علامہ سید محمد شریف جرجانی کی بیعت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ حضرت خواجہ علاؤالدین عطاءؒ سے تھی۔ علامہ جرجانی اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں۔

"واللہ ماعرفت الحق سبحانہ وتعالیٰ مالم اصل فی خدمۃ العطار" مولانا حنیف گنگوہیؒ نے اس مضمون کو ان الفاظ میں اداء کیا ہے "میر صاحب علوم ظاہری کے علاوہ علم باطن کے زیور سے بھی آراستہ تھے آپ نے علم تصوف خواجہ علاؤالدین محمد بن محمد عطار بخاریؒ خلیفہ خاص حضرت خواجگان سید بہاؤالدین نقشبندیؒ سے حاصل کیا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے خدا کو کما ینبغی اس وقت تک نہیں پہچانا جب تک کہ ہم خواجہ عطارؒ کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے (ظفر المحصلین باحوال المصنفین مع قرۃ العیون فی تذکرۃ الفنون ص 64)

۱۳:۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اپنے حالات زندگی کے بارے میں "الجزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف" میں لکھتے ہیں۔

"پندرہ برس کی عمر میں والد بزرگوار سے بیعت کر کے اشغال صوفیہ خصوصاً مشائخ نقشبندیہ کے اشغال میں مصروف ہو گیا اور ان کی توجہ و تلقین سے بہرہ مند ہوتے ہوئے ان کے آداب طریقت کی تعلیم اور خرقہ صوفیہ حاصل کر کے اپنے روحانی سلسلے کو درست کر لیا (حجۃ اللہ البالغہ ص 10 اردو نسخہ)

۱۴:۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسی شخصیت کا باطنی تعلق سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے تھا۔

۱۵:۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ناپاک زمین کو پاک کرنے کے دو (۲) طریقے ہیں ایک تو یہ کہ اتنی بارش برسے کہ گندگی کو بہالے جائے دوسرا اتنا سورج چمکے کہ نجاست کو جلادے اس کا نام و نشان مٹادے۔ اسی طرح قلب کی زمین کیلئے دو (۲) چیزیں ہیں۔ ایک ذکر الٰہی جس کی مثال بارش کی سی ہے۔ ذکر سے بھی دل صاف ہوتا ہے اور شیخ کامل کی توجہات سے بھی۔

۱۶:۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ جیسے محدث و مفسر کا باطنی تعلق سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ مرزا مظہر جان جاناں

سے تھا اسی لئے انہوں نے اپنی تفسیر کا نام تفسیر مظہری رکھا۔

۱۷۔ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اگر چہ علم کے آفتاب و مہتاب تھے تاہم ان کی بیعت کا تعلق حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ سے تھا جب کہ حاجی صاحب فقط کافیہ تک کتابیں پڑھے ہوئے تھے۔

۱۸۔ حضرت خواجہ ابوسعیدؒ نے حضرت رازیؒ اور شاہ شجاع کرمانیؒ اور ابوحفص حدادؒ سے کسب فیض کیا۔

۱۹۔ حضرت ابوعلی رودباریؒ فرمایا کرتے تھے کہ تصوف میں میرے استاد حضرت جنید بغدادیؒ ہیں۔

مندرجہ بالا حقائق سے واضح ہوا کہ مشاہیر امت کو کسی شیخ کامل کے زیر سایہ اور زیر تربیت رہ کر اکتساب فیض کرنے سے قرب الٰہی کی منزل ملی۔

آج بھی کوئی سالک اس منزل کو پہنچنا چاہے تو اسے انہیں راستوں پر چلنا پڑے گا۔ جن پر سلف و صالحین نے چل کر وصول الی اللہ کے نعمت عظمیٰ کو حاصل کیا۔

(تصوف وسلوک بتغیر یسیر 47,44)

نوٹ:۔ ذیل کے مضامین اور حوالجات تحفۃ العلماء سے لئے گئے ہیں۔

زیادہ افسوس علماء کی جماعت پر ہے

اول تو مسلمانوں میں نفس عمل کی کمی ہے اور اگر کچھ عمل کیا جاتا ہے تو وصف میں بالکل ناقص۔ اور زیادہ افسوس علماء کی جماعت پر ہے اس لئے کہ جانتے ہیں پھر کوتاہی کرتے ہیں۔ ذرا اپنے قلب کو ٹٹول کر دیکھیں۔ ہم کو غور کرنا چاہیئے کہ آیا ہم میں عملی شان پائی جاتی ہے کہ نہیں اگر نہیں پائی جاتی تو وراثت کا دعویٰ ہم کو چھوڑ دینا چاہیئے (دعوات عبدیت ص ۱۵ ج ۱۳)

علماء کی بدعملی کا عذاب

حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو دیکھا جائے گا کہ اس کی آنتیں باہر نکلی پڑی ہیں اور وہ ان کے گرد گھوم رہا ہے لوگ اس سے اس سزا کا سبب پوچھیں گے کہے گا کہ میں اپنے علم پر عمل نہ کرتا تھا ایک علم بندے کیلئے حجت ہے اور ایک علم خدا کی حجت ہے بندے پر تو ایسا علم کیا مایہ ناز ہو سکتا ہے (دعوات عبدیت ص ۱۱ ج ۱۳)

تم نے یہ حدیث نہیں سنی "ویل لمن لا یعلم ولوشآء الله لعلمه واحد من الویل وویل لمن یعلم ولایعمل سبع من الویل" (رواہ سعید بن منصورفی سننه کذا فی العزیزی ص۱۷۴ج ۳) ماخوذاز تحفۃ العلماء ص ۱۵۶ ج ۱

فراغت کے بعد طلباء کا حال

درسیات سے فارغ ہونے کے بعد یہ حالت ہے کہ جس کی استعداد خراب ہے وہ تو پڑھنا پڑھانا ہی چھوڑ دیتا ہے پھر بعض تو ذکر و شغل میں مشغول ہو جاتے ہیں اور بعض وعظ گوئی اختیار کر لیتے ہیں کیونکہ اس میں حظ نفس ہے۔ وعظ میں تو حظ نفسانی بواسطہ جسمانی کے ہے لوگ واعظ کے پیچھے پیچھے پھرتے ہیں جسمانی اور مالی خدمت کرتے ہیں عمدہ عمدہ غذائیں کھانے کو ملتی ہیں اور قیمتی سواری ملتی ہے۔

جو طلبہ درسیات سے فارغ ہونے کے بعد ذکر و شغل میں مشغول ہوتے ہیں ان میں دو قسم کے لوگ ہیں بعض تو غیر مخلص ہیں جو جاہ وغیرہ کے طالب ہیں اور بعض مخلص ہیں مگر مخلصین بھی حظوظ میں مبتلا ہیں جو طلباء غیر مخلص ہیں انکا تو پوچھنا ہی کیا یہ ان کا ذکر تھا جو خوش استعداد نہیں کہ زیادہ تر اپنی بد استعدادی ہی کی وجہ سے ذکر و شغل میں مشغول ہو جاتے ہیں اور زیادت فی العلم کی کوشش سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں اور جو خوش (ذی) استعداد ہوتے ہیں ان کی انتہاء یہ ہے کہ وہ پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہو جاتے ہیں اور اسی کو ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کی زیادت اسی میں منحصر ہے کہ درسیات ہی ساری عمر پڑھاتے رہیں پھر ان میں بعض کا مقصود تنخواہ ہے اور بعض کا مقصود یہ ہے کہ تعلیم علم کا ثواب بھی ملے گا گو اس کے ساتھ تنخواہ بھی ملتی رہے گی۔ بعض کو تو محض تنخواہ ہی مقصود ہوتی ہے اور بعض کا مقصود طلبہ میں شہرت ہے کہ تعلیم و تدریس میں نام ہو جائے اور عالم متبحر اور لائق مدرس مشہور ہو جائیں اور گو بعض اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جن کا مقصود علمی ترقی اور زیادت فی العلم ہے مگر ایسا شخص دس جماعتوں میں ایک ہی نکلے گا۔ (التبلیغ وعظ کثیر العلوم ج ۱۲)

اصلاح نفس کا طریقہ اور فراغت کے بعد کا ضروری دستور العمل

کتب درسیہ کی فراغت کے بعد آپ کے ذمہ واجب العمل ہے کہ اگر ظاہری علوم کی تحصیل میں دس سال ختم کئے تو باطن کی درستی میں فی سال ایک ماہ ہی خرچ کر دیجئے یعنی کم از کم دس مہینے ہی کسی کامل کی

خدمت میں صرف کیجئے اور اس کے ارشاد کے مطابق عمل کیجئے خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اس کی برکت سے دولت خشوع عطاء فرماتے ہیں اور علم کا اثر قلب کے اندر پیوست ہو جاتا ہے لیکن اس پر اسی وقت عمل کرنا مناسب ہے کہ جب کتب درسیہ سے فارغ ہو چکے اور اساتذہ ادھر متوجہ ہونے کی اجازت دے دیں اور اگر اساتذہ ختم درسیات کے بعد بھی چندروز تک درسیات ہی میں مشغول رہنے کا حکم فرمائیں تو ان کے ارشاد پر عمل کرے اور جب تک کافی مناسبت نہ ہو جائے اس وقت تک درسیات میں مشغول رہے۔ اور جب کافی مناسبت ہو جائے تو چندروز کسی کے پاس رہ کر اصلاح باطن کرے اور پھر درس و تدریس کا شغل بھی جاری کردے۔ (دعوات عبدیت ص۴۲ ج۱۳)

فراغت کے بعد طلباء التزاماً محققین اہل اللہ کی خدمت میں حسب گنجایش قیام کریں اور ان سے عملاً آداب واخلاق سیکھیں۔ اور ان کی صحبت سے برکت حاصل کریں اور چندے ان کی خدمت میں آمدورفت رکھیں جس سے کہ نسبت باطنہ ایک گونہ راسخ ہو جائے۔ تب خلق اللہ کے ارشاد کو ہاتھ میں لیں۔ ان شاء اللہ عموماً اہل اسلام ان سے وابسطہ ہو کر جھوٹوں کو چھوڑ دیں گے (تجدید تعلیم ص ۷۵)

صحبت صالح اور مشائخ کی خدمت میں رہنے کی ضرورت

''صحبت'' اس کے بغیر نہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم کافی ہے اور نہ ادنی درجے کی اسی لئے علماء طلباء سب کے ذمہ اس کا اہتمام ضروری ہے۔ پہلے زمانے میں جو سب لوگ اچھے ہوتے تھے اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ وہ سب اس صحبت کا اہتمام کرتے تھے۔

اس وقت یہ حالت ہے کہ تعلیم کا اہتمام تو کسی قدر ہے بھی کہ اس پر ہزاروں روپیہ صرف کیا جاتا ہے اور بہت سا وقت دیا جاتا ہے مگر صحبت کیلئے فی سال ایک ماہ بھی کسی نے نہیں دیا۔

واللہ اگر صحبت کی طرف ذرا توجہ کرتے تو مسلمان ساری تباہیوں سے بچ جاتے جن لوگوں کو خدا تعالیٰ نے فراغ دیا ہے وہ کم از کم چھ ماہ تک کسی بزرگ کی خدمت میں رہیں لیکن اس طرح کہ اپنا تمام کچا چٹھا ان کے سامنے پیش کردے۔ اور پھر جس طرح وہ کہیں اس طرح عمل کریں اگر ذکر و شغل تجویز کریں تو ذکر و شغل میں مصروف ہو جائے اور اگر وہ اس سے منع کر کے کسی دوسرے کام میں لگائیں اس میں لگ جائے۔ اور ان کے ساتھ محبت بڑھائے اور ان کی حالت کو دیکھتا رہے کہ کسی چیز کے لیئے وقت یہ کیا برتاؤ

کرتے ہیں اور دینے کے وقت کس طرح پیش آتے ہیں۔اس کا اثر یہ ہوگا کہ تخلق باخلاق اللہ ہو جائے گا۔اور پھر اس کی ذات سے سراسر نفع پہنچے گا(دعوات عبدیت ص۴۲ ج ۱۳)

محض لکھ پڑھ لینے سے کچھ نہیں ہوتا اصل چیز اصلاح نفس اور صحبت صالح ہے

میں کہتا ہوں کہ محض لکھنے پڑھنے سے کیا ہوتا ہے جب تک کہ کسی کی جوتیاں سیدھی نہیں کیں میں تو کہتا ہوں آدمی جاہل رہے مگر اس میں تدین ہو وہ جاہل اس بددین عالم سے اچھا ہے جس میں (دینداری) نہ ہو اور ایسے ان پڑھ ہونے اور حساب وکتاب نہ جاننے پر حضور ﷺ نے فخر کیا ہے۔نحن امۃ امیۃ لا نکتب ولانحتسب

بعض صحابی تو ایسے ہوئے ہیں کہ ان کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ سو کتنے ہوتے ہیں مگر ان میں پھر کیا بات تھی جس کی وجہ سے ان کو فضیلت حاصل تھی۔صحابہ کی حات تو یہ تھی مگر درجات کی یہ حالت ہے کہ نہ اویس قرنیؒ ان کے برابر، نہ عمر بن عبدالعزیزؒ، نہ بایزیدؒ، نہ جنید بغدادیؒ۔

بات صرف یہ تھی کہ صحابہ کو حضور ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی تھی اور اس صحبت سے ان کا دین ایمان خالص اور کامل ہو گیا تھا پس اصل چیز یہ ہے اور اگر آدمی پڑھا ہوا ہو مگر اس دولت سے محروم ہو یعنی اہل اللہ کی جوتیاں سیدھی نہ کی ہوں تو ایسا شخص بڑے خسارہ میں ہے۔

صحبت صالح اور بزرگوں سے تعلق رکھنے کی ضرورت اور اس کے فوائد

بزرگوں سے تعلق بڑی نعمت ہے لوگ اس کی قدر نہیں کرتے مجھ کو تو اس لئے بھی اس کی خاص قدر ہے کہ میرے پاس تو سوائے بزرگوں کی دعاء کے اور کچھ ہے نہیں نہ علم ہے نہ عمل ہے اگر ہے تو صرف یہی ایک چیز ہے۔(افاضات ص۱۰۵ ج ۵)

آج کل پڑھنے پڑھانے والوں کو اس طرف توجہ ہی نہیں کہ کسی بزرگ کی خدمت میں جا کر رہیں بس تھوڑی سی کتابیں پڑھ لیں اور سمجھ لیا کہ ہم بہت کچھ ہو گئے۔(طریق القلندر ص۸۸)

یاد رکھئے جو عالم مدرسہ سے فارغ ہو کر خانقاہ میں نہ جائے (یعنی اپنی اصلاح نہ کرائے) وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص وضو کر کے اسی پر قناعت کرے اور نماز نہ پڑھے۔محض پڑھنے پڑھانے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک کہ اہل اللہ کی صحبت میں نہ رہے۔(افاضات الیومیہ ص۵۱۵ ج ۴)

ہم نے ایک آدمی بھی ایسا نہیں دیکھا کہ درس اور کتابی اعتبار سے پورا عالم ہو صحبت یافتہ نہ ہو اور پھر اس سے ہدایت ہوئی ہو اور ایسے بہت سے دیکھے ہیں کہ شین اور قاف بھی ان کا درست نہیں یعنی کتابی اور درسی علم حاصل نہیں لیکن صحبت حاصل ہو جانے کی برکت اور فیض سے دین کی خدمت کرتے ہیں پس نرا علم شیطان اور بلغم باعور کا سا ہے۔ (طریق الٰہی ص ۹۶)

اصل دین صحبت صالح ہی سے آتا ہے محض ورق گردانی سے کچھ نہیں ہوتا

صحبت میں رہ کر دین آتا ہے میں بقسم کہتا ہوں کہ کتابوں سے دین نہیں آتا ضابطہ کا دین تو کتابوں سے آسکتا ہے. مگر حقیقی دین کسی کی جوتیاں سیدھی کیے بغیر بلکہ جوتیاں کھائے بغیر نہیں آتا۔ دین کسی کی خوشامد نہیں کرتا دین انہیں نخروں سے آتا ہے اب جس کا جی چاہے لے اور جس کا جی چاہے نہ لے اکبر ایک اچھے شاعر تھے ان کا کلام حکیمانہ ہوتا ہے ان کا مصرعہ ہے دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا (اوج القنوج ص ۸۲) دین سے کامل مناسبت بزرگوں کی صحبت ہی سے ہوتی ہے کتابوں سے نہیں ہوتی کتابی قابلیت کیسی ہی اونچی ہو کتنا ہی بڑا ذی استعداد ہو شیخ کامل کے صحبت کے بغیر بصیرت نہیں ہو سکتی۔

(الافاضات ص ۳۶۹ ج ۲)

خود درخت ٹھیک نہیں ہوتا، ناہموار اور بعض اوقات بدمزہ ہوتا ہے جب تک باغباں اسے درست نہ کرے کانٹ چھانٹ نہ کرے قلم نہ لگائے ایسے ہی وہ شخص جو شیخ کی خدمت میں نہ رہے اصلاح نہ کرائے محض کتابوں کے پڑھ لینے کو کافی سمجھ بیٹھے اس کی مثال بعینہٖ خودرو درخت کی سی ہے جب تک اسے شیخ مصلح درست نہ کرے اس وقت تک ٹھیک نہیں ہوتا بلکہ بد دین، بدعقائد یا بداخلاق ہو جاتا ہے (مقالات ص ۴۰۷)

صحبت صالح کے بغیر اسلامی تعلیم کا رنگ نہیں جمتا

صحبت سے وہ بات حاصل ہوگی کہ اس کی بدولت اسلام دل میں رچ بس جائے گا اور یہی مذہب کی روح ہے کہ دین کی عظمت دل میں رچ بس جائے اور ضرورت اسی کی ہے کہ مذہب دل میں رچا ہو اور اگر دل میں یہ حالت نہیں تو نہ ظاہری نماز کام کی نہ روزہ. بس وہ حالت ہے کہ طوطے کو سورتیں رٹا دیں کہ وہ محض اس کی زبان پر ہیں۔

جس تعلیم کا اثر دل پر نہیں ہوتا مصیبت کے وقت وہ کچھ کام نہیں دیتی تو اگر دین کی محبت دل

میں رچی ہوئی نہ ہو تو حافظ قرآن و عالم بھی آٹے دال ہی کا بھاؤ دل میں لے کر مرے گا جیسا کہ اس وقت اکثر حالات ہیں کہ دل میں اسلام کا اثر کم ہوتا جاتا ہے۔

اسی کو دیکھ کر میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں سے اسلام نکلا جاتا ہے خدا کے لئے اپنی اولاد پر رحم کرو اور ان کو اسلام کے سیدھے راستہ پر لگاؤ (طریق النجاۃ ص ۱۰۹)

صحبت صالح اختیار کرنے کا حکم

یہ صحبت میرے نزدیک اس زمانہ میں فرض عین ہے بڑے خطرے کا وقت ہے جو چیز مشاہدہ سے ایمان کا سبب ہو۔ اس کے فرض عین ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟ ایسی چیز کا اہتمام تو ابتداء ہی سے ہونا چاہئے۔ (افاضات ص ۸۷ ج ۴)

آج کل کی بدحالی کا اصل سبب صحبت صالح کا فقدان ہے

آج کل افعال رذیلہ کا ہر شخص شکار بنا ہوا ہے اس کا زیادہ تر سبب اہل اللہ کے صحبت سے محروم ہونا ہے صحبت بڑی چیز ہے اور اس کی قدر اس لئے نہیں رہی کہ آخرت کی فکر نہیں رہی ورنہ آخرت کی فکر میں رہنے والا اس سے کبھی اپنے کو مستغنی نہیں سمجھ سکتا میں تو اہل اللہ کی صحبت کو اس زمانے میں فرض عین کہتا ہوں (افاضات ص ۳۷۶ ج ۴)

صحبت صالح میسر نہ ہونے کا نتیجہ

اگر کتابی علم کامل ہو اور تربیت نہ ہو تو چلاکی اور دھوکہ دہی کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کتابی علم سے جاہل ہو اور تربیت بھی نہ ہو تب بھی یہی حالت ہوتی ہے غرض علم بغیر تربیت کے عیاری کو پیدا کرنے والا ہے (طریق النجاۃ ص ۹۷)

نیک صحبت نہ ہونے کی وجہ سے اس وقت یہ حالات ہو گئے ہیں کہ استادوں کے ساتھ استہزاء قرآن و حدیث میں تحریف (کی جانے لگی) اس وقت کمالات کی انتہاء لوگوں کے نزدیک یہ ہو گئی ہے کہ تقریر اور تحریر ہو اور اپنے کو اپنے بزرگوں اور استادوں کے برابر خیال کرنے لگے۔ (الافاضات ص ۱۰۷ ج ۴)

صحبت کیسے شخص کی مفید ہے

صاحب کمال ہونے کی علامت

صاحب کمال ہونیکی علامتیں یہ ہیں کہ ایک تو بقدر ضرورت علم دین جانتا ہو دوسرے شریعت پر پوری طرح کاربند ہو تیسرے اس میں یہ بات ہو کہ جس امر کو خود نہ جانتا ہو علماء سے رجوع کرتا ہو چوتھے علماء سے اسکو وحشت نہ ہو پانچویں یہ کہ اس میں روک ٹوک کی عادت ہو، مریدین اور متعلقین کو ان کی حالت پر نہ چھوڑتا ہو۔ چھٹے یہ کہ اسکی صحبت میں برکت ہو اس کے پاس بیٹھنے سے دنیا کی محبت کم ہوتی جائے۔ ساتویں یہ کہ اس کی طرف صلحاء اور دین کے سمجھنے والے لوگ زیادہ متوجہ ہوں اور یہ کمال کی بڑی علامت ہے جس شخص میں یہ علامتیں پائی جائیں وہ مقبول اور کامل ہے اس کے پاس جائے اور اس کی صحبت سے مستفید ہو جائیے (طریق النجاۃ ص ۹۷)

صحبت کب مفید ہو سکتی ہے

صحبت مفید جب ہو سکتی ہے کہ ان سے اپنے امراض کا بیان کریں اور ان کا علاج پوچھیں۔ نیک صحبت کی مثال ایسی ہے جیسے عطر فروش کی دکان کہ یا تو وہاں سے عطر خریدو گے ورنہ کم سے کم خوشبوں سے تو دماغ کو راحت ہوگی۔ اسی طرح نیک صحبت سے کوئی نہ کوئی بات کام کی حاصل ہو جاتی ہے۔ صحبت سے مراد یہ نہیں کہ علماء کی خدمت جا کر زٹل ہانکیں دنیا بھر کے اخبار و حکایات بیان کریں۔ (دعوات عبدیت الغاء المجازفۃ)

اہل اللہ کی صحبت کا بڑا فائدہ

فرمایا کہ صحبت اولیاء اللہ میں ایک خاص بات قلب میں ایسی پیدا ہو جاتی ہے کہ جس سے خروج عن الاسلام کا احتمال نہیں رہتا خواہ گناہ اور فسق و فجور کبھی اس سے وقوع میں آئیں۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا کہ دائرہ

اسلام سے نکل جائے۔ مردودیت کی نوبت نہیں پہنچتی۔ برخلاف اس کے ہزاروں برس کی عبادت میں بذاتہ یہ اثر نہیں کہ وہ مردودیت سے محفوظ رکھ سکے چنانچہ شیطان نے لاکھوں برس عبادت کی لیکن وہ اس کو مردودیت سے نہ روک سکی یہی معنیٰ ہے اس شعر کے۔

یک زمانے صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

کیونکہ ظاہر ہے کہ ایسی چیز جو مردودیت سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کردے ہزار ہا سال کی عبادت سے بڑھ کر ہے جس میں یہ اثر نہ ہو، (حسن العزیز ص ۲۳ جا) بدوں صحبت شیخ کے اگر کوئی لاکھ تسبیحیں پڑھتا رہے کچھ نفع نہیں۔ عادت اللہ یہی جاری ہے کہ بدوں شیخ کی صحبت کے نرا ذکر کافی نہیں اس کے لئے صحبت شیخ شرط ہے پہلے میرا خیال یہ تھا کہ شیخ کے پاس رہنے کی ایسی ضرورت نہیں لیکن اب تجربہ کے بعد معلوم ہوا جو نفع شیخ کے پاس رہ کر ہوتا ہے وہ دور رہ کر نہیں ہوتا۔ صحبت میں بالخاصہ اثر ہے جیسے مقناطیس میں لوہے کے کھینچنے کا اثر ہے کوئی خاص وجہ اس اثر کی نہیں بتلائی جاسکتی۔ واقعی خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ (حسن العزیز ص ۲۳ ج ا)

علماء کو صحبت صالح کی ضرورت

یاد رکھو کہ صحبت بدوں علم متعارف کے مفید ہوسکتی ہے مگر علم متعارف بدوں صحبت کے بہت کم مفید ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج کل بہت سے علماء نظر آتے ہیں مگر ان میں کام کے دو چار ہی ہیں جن کو کسی کامل کی صحبت نصیب ہوئی ہے۔

دیکھئے گلاب کے پاس رہنے سے مٹی میں خوشبوں پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اہل محبت کے پاس رہنے سے خدا کی محبت اور دین کے ساتھ مناسبت حاصل ہو جاتی ہے، حضرات صحابہ کرامؓ کو فضیلت صحبت کی وجہ سے ہوئی کہ آج کوئی امام اور فقیہ اور کوئی بڑے سے بڑا ولی ادنیٰ صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ حالانکہ وہ زیادہ لکھے پڑھے نہ تھے بلکہ بہت سے علوم تو صحابہؓ کے بعد پیدا ہوئے ان کے زمانے میں ان کا پتہ بھی نہیں تھا جو آج کل کثرت سے موجود ہیں۔ ان کا یہی کمال تھا کہ وہ ان علوم میں مشغول نہ ہوئے تھے۔ پس صحابہ کا بڑا کمال یہ تھا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا آپ ﷺ کی صحبت ان کو نصیب تھی (التبلیغ ص ۴۷ ج ۲۱)

صوفیاء کے اشغال بیعت کے بارے میں صاحب المہند علی المفند کا قول:۔

المهند علی المفند جو کہ علمائے دیوبند کے متفقہ اور مسلمہ عقائد پر مشتمل ہیں اس میں سوال جواب کی صورت میں مذکورہ مسئلہ اس طرح ذکر ہے۔

السوال:۔ وهل يجوز عندكم الاشتغال باشغال الصوفية وبيعتهم وهل تقولون بصحة وصول الفيوض الباطنية عن صدور الاكابر وقبورهم وهل يستفيد اهل السلوك من روحانية المشائخ الاجلة ام لا؟

ترجمہ:۔ کیا صوفیہ کے اشغال میں مشغول اور ان سے بیعت ہونا تمہارے نزدیک جائز اور اکابر کے سینوں اور قبور سے باطنی فیضان پہنچنے کے تم قائل ہو یا نہیں اور مشائخ کی روحانیت سے اہل سلوک کو نفع پہنچتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ يستحب عندنا اذا فرغ الانسان من تصحيح العقائد وتحصيل المسائل الضرورية من الشرع ان يبايع شيخا راسخ القدم فى الدنيا راغبافى الاخرة قدقطع عقبات النفس وتمرن فى المنجيات وتبتل عن المهلكات كاملا مكملاً ويضع يده فى يده ويحبس نظره فى نظره ويشتغل باشغال الصوفيه من الذكر والفكر والفناء الكلى فيه ويكتسب النسبة التى هى النعمة العظمٰى والغنيمة الكبرىٰ وهى المعبر عنها بلسان الشرع بالاحسان واما من لم يتيسرله ذلك ولم يقدر له ما هنالك فيكفيه الانسلاك بسلكهم والانخراط فى حزبهم فقد قال رسول الله ﷺ المرء مع من احب. اولئك قوم لايشقى جليسهم وبحمدالله تعالىٰ وحسن انعامه نحن ومشائخنا قد دخلوافى بيعتهم واشتغلواباشغالهم وقصدوا للا رشاد والتلقين والحمدلله على ذلك واماالاستفادة من روحانية المشائخ الاجلة ووصول الفيوض الباطنية من صدورهم اوقبورهم فيصح على الطريقة المعروفة فى اهلها وخواصها لابماهو شائع فى العوام۔

ترجمہ:۔ ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شیخ سے بیعت ہو جو شریعت میں راسخ القدم ہو، دنیا سے بے رغبت ہو، آخرت کا طالب

ہو نفس کی گھاٹیوں کو طے کر چکا ہو، خوگر ہو نجات دہندہ اعمال کا اور علیحدہ ہو تباہ کن افعال سے، خود بھی کامل ہو دوسروں کو بھی کامل بنا سکتا ہو ایسے مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اپنی نظر اسکے نظر میں مقصور رکھے اور صوفیہ کے اشغال یعنی ذکر و فکر اور اس میں فنا تام کے ساتھ مشغول ہو اور اس نسبت کا اکتساب کرے جو نعمت عظمی اور غنیمت کبری ہے جس کو شرع میں احسان کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔ اور جس کو یہ نعمت میسر نہ ہو اور یہاں نہ پہنچ سکے اس کو بزرگوں کے سلسلے میں شامل ہو جانا ہی کافی ہے کیونکہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ آدمی اس کے ساتھ ہے جس کے ساتھ اسے محبت ہو اور وہ ایسے لوگ ہیں جنکے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہ سکتا اور بحمد اللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کے بیعت میں داخل اور ان کے اشغال کے شاغل اور ارشاد و تلقین کے درپے رہے ہیں والحمد للہ علی ذلک۔ اب رہا مشائخ کے روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا، سو بے شک صحیح ہے مگر اس طریق سے جو اس کے اھل اور خواص کو معلوم ہے نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔

المھند علی المفند (ص 35 تا 37)

فائدہ:۔ مذکورہ بالا عقیدہ نہ صرف علمائے دیوبند کا اختیار کردہ ہے بلکہ تمام علمائے ہند اور مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، قاہرہ اور دمشق وغیرہ کے اجل شیوخ کی توثیق و تصدیق کے بعد علمائے اہل سنت والجماعت کے اجماعی عقیدے کی حیثیت اختیار کر گیا ہے.

فائدہ:۔ قولہ فیکفیہ انسلاک بسلکھم والانخراط فی حزبھم۔۔۔ الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف بیعت بھی فائدے سے خالی نہیں اگر چہ کامل استفادہ حاصل کرنے میں اوراد و اشغال اور صحبت کو بھی بڑا دخل ہے۔

چشم کشا واقعات

آخر میں ذوق طبع کیلئے چند واقعات تحریر کئے جاتے ہیں جن سے اصلاح و تزکیہ کی اہمیت پر روشنی پڑتی ہے۔

امام رازیؒ کے ایمان کی حفاظت

امام فخر الدین رازیؒ بہت بڑے اللہ والے گزرے ہیں آپ شیخ نجم الدین کبریٰؒ سے بیعت تھے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بارے میں سو (۱۰۰) دلائل جمع کیے تھے. جب امام رازیؒ کے وفات کا وقت

قریب آیا تو شیطان آپ کو پھسلانے کیلئے آپ کے پاس آیا۔نزع کے وقت شیطان انسان کو گمراہ کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے تاکہ مرتے وقت وہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔شیطان نے آ کر امام رازیؒ سے پوچھا کہ تم نے ساری زندگی اللہ کی عبادت میں گزاری۔کیا تم نے اللہ کو پہچانا بھی ہے۔آپ نے فرمایا، بیشک اللہ ایک ہے، شیطان کہنے لگا، کوئی دلیل دو.آپ نے توحید باری تعالیٰ کے بارے میں ایک دلیل دی.شیطان نے چونکہ انسان کو گمراہ کرنیکی قسمیں کھائی ہیں اس نے آپکی بتائی ہوئی دلیل توڑ دی۔آپ نے دوسری دلیل دی.اس نے وہ بھی توڑ دی. یہاں تک کہ امام رازیؒ نے سو(۱۰۰) دلائل دیئے مگر اس نے سب دلائل رد کر دیئے.اب امام رازیؒ بہت پریشان ہوئے.اس وقت آپ کے پیرومرشد شیخ نجم الدین کبریٰؒ دور دراز کسی جگہ پر وضو فرما رہے تھے.اللہ تعالیٰ نے انھیں امام رازیؒ کے پریشانی کے بارے میں کشفاً مطلع فرمادیا.انہوں نے غصہ میں آ کر وہ لوٹا جس سے وضو فرما رہے تھے دیوار پر مارا اور امام رازیؒ کو پکار کر کہا کہ تو یہ کیوں نہیں کہہ دیتا کہ میں اللہ تعالیٰ کو بغیر دلیل کے ایک مانتا ہوں.اس وقت شیخ نجم الدین کبریٰؒ کا غصے سے بھرا ہوا چہرہ امام فخر الدین رازیؒ کے سامنے تھا(امام رازیؒ نے یہ جواب دیکر اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دیا) سبحان اللہ، نسبت کی برکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے امام رازیؒ کے ایمان کی حفاظت فرمائی.

(رہے سلامت تمہاری نسبت ص۷۲،۷۳)

دل پر انگلی لگنے کی برکت:

حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ فرمایا کرتے تھے کہ جس دل پر اللہ اللہ کی انگلی لگ جاتی ہے اس دل کو ذکر کے بغیر موت نہیں آسکتی یعنی نسبت کی برکت کی وجہ سے اسکا خاتمہ بالخیر ہوگا (رہے سلامت تمہاری نسبت ص۷۲)

فائدہ:

یہ مشائخ کی اصطلاح ہے کہ مردوں کو دل کی نشاندہی کراتے وقت، دل پر انگشت شہادت رکھکر دل سے دل پر توجہ دیتے اور زبان سے اللہ اللہ کہتے ہیں۔

موت کے وقت نسبت کی برکتیں۔

قاری محمد طیبؒ کے مواعظ میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ ایک عورت ان سے بیعت ہوئی.اس کے

بعد اس کا حضرت کیساتھ رابطہ بھی نہ رہا. البتہ وہ ان بتائے ہوئے معمولات پر حتی المقدور عمل کرتی رہی. بیس (۲۰) سال بعد اس پر سکرات موت کی کیفیت طاری ہوئی تو اچانک کہنے لگی، وہ دیکھو، حضرت آ رہے ہیں پھر کہنے لگی، حضرت مجھے کچھ پڑھا رہے ہیں؟ پھر کہنے لگی، حضرت! کیا آپ مجھے کلمہ پڑھا رہے ہیں؟ پھر کہنے لگی، اچھا، میں پڑھتی ہوں. چنانچہ اس نے پڑھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور جان جان آفرین کے سپرد کردی. اندازہ کیجئے کہ بیس (۲۰) سال پہلے بیعت ہوئی تھی. اس دوران میں کوئی رابطہ نہ ہوا مگر اس کے دل میں محبت تھی. ظاہر کے رابطے میں تو رکاوٹیں ہو سکتی ہیں مگر دل کے رابطے میں تو دنیا رکاوٹیں پیدا نہیں کر سکتی، بیس (۲۰) سال بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک منظر دکھا دیا، شیخ سے نسبت کی برکت ظاہر فرما دی، اس نے شیخ کے کسی لطیفے کو دیکھا ہوگا یا اللہ تعالیٰ نے اپنے رجال غیب میں سے کسی بندے کو اس شکل میں کھڑا کر دیا ہوگا. اللہ تعالیٰ نے نسبت کی برکت سے عورت کے ایمان کی حفاظت فرما دی. (ایضاص ۷۱،۷۲)

بیعت کی برکت سے ایمان کی ڈوبتی کشتی ساحل کے ساتھ سلامتی کیساتھ لگی

حضرت مرشد عالمؒ کے ایک اجل خلیفہ دامت برکاتہم نے ایک واقعہ سنایا. فرمانے لگے میرا ایک بیٹا انگریزی پڑھکر یونیورسٹی میں پروفیسر بن گیا. پروفیسر بننے کے بعد اسکے خیالات دہریت کی طرف چلے گئے. جب یہاں تک نوبت پہنچ جائے تو پھر نماز روزہ تو دور کی بات ہوتی ہے. جس کو وجود باری تعالیٰ میں شک پڑھ جائے، دین ہی میں شک پڑھ جائے تو پھر اعمال کرنا تو دور کی بات رہ جاتی ہے. گھر کے سارے افراد حافظ، قاری اور عالم اور بٹیاں بھی حافظہ، عالمہ، فاضلہ. مگر ان کا یہ بیٹا دوسروں سے انوکھا بنا کیونکہ یونیورسٹی کے ماحول میں تعلیم حاصل کی تھی. وہ ڈارون تھیوری کے پیچھے لگ گئے جس کی وجہ سے ان کو وجود باری تعالیٰ کے بارے میں شک پڑ گیا اور زندگی میں غفلت آ گئی. حضرت مولانا صاحب نے ایک دن حضرت مرشد عالمؒ کی خدمت میں عرض کیا، حضرت! سارا گھرانہ علماء کا ہے، بچیاں بھی عالمہ، فاضلہ ہیں، مگر یہ بچہ گھر میں ایسا بن گیا کہ اس کا عجیب حال ہے، ہمارے دل میں ہر وقت دکھ اور غم رہتا ہے، اس کی والدہ بھی روتی ہے اور میں بھی روتا ہوں. مہربانی فرما کر کوئی ایسا دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو بدل دے. حضرت مرشد عالمؒ نے فرمایا اس سے کہو کہ وہ مجھ سے بیعت کر لے. اس کو والد صاحب نے سمجھایا کہ بیٹا تم بیعت کرلو. اس نے جواب دیا کہ میں نے نماز نہیں پڑھنی تو مجھے بیعت کا کیا فائدہ؟ مولانا صاحب نے حضرتؒ کی خدمت میں پھر عرض

کیا کہ حضرت! میرا بیٹا کہتا ہے کہ میں نے جب نہ نماز پڑھنی ہے اور نہ قرآن پڑھنا ہے پھر بیعت ہونے کا کیا فائدہ؟ حضرتؒ نے فرمایا کہ کیا میں نے اس سے کہا ہے کہ نماز پڑھے یا قرآن پڑھے. میں نے صرف یہ کہا ہے کہ بیعت کرلے. یہ ایک عجیب سی بات ہے جو عام بندے کی سمجھ میں نہیں آتی.

اگلے دن اسکے والد نے پھر کہا، بیٹا! یہ بزرگ ہمارے ہاں تشریف لائے ہیں، تمہارے سب بہنیں اور بھائی اس سے بیعت ہیں، میں بیعت ہوں، تم بھی بیعت ہوجاو، اس طرح ہمارے گھر کے سب افراد بیعت ہوجائیگے. اس نے کہا ابو میں نے کچھ کرنا تو ہے نہیں. باپ نے کہا تم کچھ نہ کرنا بس، صرف بیعت ہوجاو. اس نے دل میں سوچا کہ چلو ابو راضی ہوجائینگے اس لئے بیعت ہو ہی جاتا ہوں. اب اس نوجوان کو کیا پتہ تھا کہ کسی اللہ والے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر جو چند کلمات پڑھے جاتے ہیں وہ بندے کے دل کو بدل کر رکھ دیا کرتے ہیں. وہ اس راز سے واقف نہیں تھا. چنانچہ کہنے لگا، اچھا میں بیعت ہوتا ہوں، اس نے اگلے دن مرشد عالمؒ کے ہاتھ پر بیعت کرلی.

بیعت ہونے کے بعد اس کے دل کی سوچ بدلنے لگی. اس نے حضرتؒ کی صحبت میں بیٹھنا شروع کردیا، حضرتؒ سے محبت شروع ہوگئی، نمازیں بھی شروع ہوگئی، تلاوت بھی شروع ہوگئی اور زندگی کے لیل ونہار بھی بدلنا شروع ہوگئے حتیٰ کہ اس نے علم پڑھنا شروع کردیا، تہجد گزار بن گیا، اتنا ذاکر شاغل بنا کہ چند سالوں کے بعد ہمارے حضرتؒ نے خلافت عطا فرمادی. وہ نوجوان جو دہریہ تھا اور خدا بیزار ذہنیت کا مالک تھا اس پر بیعت کے چند کلمات کا اتنا اثر ہوا اس کے دل میں عشق الٰہی کا ایسا شعلہ پیدا ہوا کہ بلا آخر ہمارے حضرت نے اس کو اجازت خلافت عطا فرمادی. اس عاجز کی اس سے ملاقات ہوئی. ان کی وجہ سے سینکڑوں نوجوان کفر سے توبہ کر کے اسلام کے اندر داخل ہوچکے ہیں. (ایضا ص ۶۰، ۶۱)

سید سلیمان ندویؒ کا غلط نظریات سے رجوع:۔

ہندوستان میں بہت بڑے مورخ گزرے ہیں سید سلیمان ندویؒ علامہ شبلی نعمانیؒ کے شاگرد تھے. پہلے ان کے نظریات ٹھیک نہیں تھے. آنحضرت ﷺ کے جسمانی معراج کے منکر تھے اور خلود فی النار کے بھی منکر تھے. کہتے تھے کہ دوزخ ہمیشہ نہیں رہے گی اور بھی چند مسائل تھے جو انھوں نے سیرت النبی ﷺ کے پہلی جلدوں میں، پہلی ایڈیشنوں میں لکھے تھے. دوزخ کے فنا ہونے پر بھی انھوں نے چودہ (۱۴) دلائل پیش

گئے. ان کو خیال آیا کہ کسی کامل پیر کی طرف رجوع کروں اور ان کے ہاتھ پر بیعت کروں.

اور یہ بات سمجھ لیں کے بیعت نہ فرض ہے نہ واجب ہے نہ سنت مئوکدہ ہے بلکہ مستحب ہے اور بیعت کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی ذہنی انتشار سے بچ جاتا ہے.

ہمارے تمام بزرگوں میں پیر مرید گزرے ہیں. تو انھوں نے مولانا اشرف علی تھانویؒ کو خط لکھا کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا ہوں. حضرتؒ بڑے کھرے آدمی تھے، فرمایا میں تیرے جیسے ملحد اور زندیق کو مرید نہیں بناتا. یہ لفظ سید سلیمان ندویؒ کو بڑے چبھے کہ مجھے ملحد اور زندیق کہا ہے حالانکہ لوگ میرا لوہا مانتے ہیں اور تھے بھی بڑے مئورخ اور ادیب پھر خط لکھا کہ حضرت آپ نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے، کہ مجھے ملحد اور زندیق کہا ہے. حضرت نے جواب لکھا اور چند مسائل کی نشاندہی فرمائی کہ آپ کے یہ نظریات قرآن مجید کے بالکل خلاف ہیں. میرے پاس آکر سمجھو یا مجھے سمجھاؤ. آجکل کا کوئی غلام احمد قادیانی یا غلام احمد پرویز جیسا ہوتا یا ان کا کوئی شطونگڑا ہوتا تو کہتا میں بھی آدمی ہوں، میں بھی مولوی ہوں وہ بھی مولوی ہے، مجھے اس کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے. مگر وہ حضرت تھانویؒ کی حدمت حاضر ہوئے اور اپنے شبہات پیش کیے.

حضرتؒ نے سب کے جوابات دیئے. فرمایا دیکھو! دوزخ کا ہمیشہ نہ رہنا تو یہاں سے ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ 'وہ ہمیشہ جھنم میں رہیں گے جب تک زمین آسمان ہے مگر تیرا رب چاہے' تو فرمایا پہلی بات تو یہ ہے زمین، آسمان سے دنیا کے زمین، آسمان مراد نہیں بلکہ اگلے جہاں کے زمین، آسمان مراد ہیں جو ختم اور فنا نہیں ہونگے اور الا ما شاء ربك میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا اظہار فرمایا ہے یہ نہیں فرمایا کہ فنا ہو جائیں گے. کرنے اور کر سکنے میں بڑا فرق ہے. اسی طرح معراج کے متعلق بھی سمجھایا، سمجھ گئے اور اپنے غلط نظریات سے توبہ کی اور استغفار کیا. حضرت تھانویؒ نے فرمایا وعدہ کرو کہ آئندہ جو سیرت النبی ﷺ کی جلدیں طبع ہونگی ان سے یہ مسائل نکال کر صحیح مسائل کر کے لکھو اور اپنی غلطیوں کا اظہار کرو گے اور اپنے رسالہ 'معارف' میں جاتے ہی بیان دو گے کہ میں اپنے نظریات سے باز آگیا ہوں. چنانچہ مولانا سید سلیمان ندویؒ نے اپنے رسالے 'معارف' میں تحریر لکھ دی کہ میں نے اپنے غلط نظریات سے توبہ کر لی ہے اور سیرت النبی ﷺ سے بھی وہ مسائل نکال دیئے. اس وقت جو ایڈیشن ہیں ان میں وہ غلط مسائل نہیں ہیں اور سیرت کی

کتابوں میں یہ بڑی مستند کتاب ہے. پہلی دو (۲) جلدیں مولانا شبلیؒ کی لکھی ہوئی ہیں ان میں کچھ غلطیاں تھیں سید سلیمان ندویؒ نے ان کی اصلاح کر لی. آگے تیسری، چوتھی، پانچویں اور چھٹی جلد نہایت مبسوط ہیں۔ یہ سید سلیمان ندویؒ نے لکھی ہیں اور آنحضرت ﷺ کی سیرت کے بارے میں اس سے مستند ذخیرہ کوئی نہیں ہے. یہ نیک لوگ تھے غلطی کا اعتراف کرنے والے تھے. پھر حضرت تھانویؒ نے ان کو بیعت بھی کیا اور خلافت بھی دی اور پاکستان بنانے میں ان کا بڑا دخل تھا. (ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن ج ۹ ص ۳۸۷، ۳۸۸)

فائدہ؛۔

علمی دنیا کے آفتاب مہتاب بن جانے کے بعد بھی کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کیلئے مرشد کامل کی صحبت ضروری ہوتی ہے. بعض دفعہ انسان چالاک تو ہوتا ہے مگر سیدھے راستے سے بھٹکا ہوتا ہے. چالاکی کی وجہ سے دوسروں کی سنتا نہیں اور اپنی بات منوا کر دوسروں کو بھی گمراہ کر لیتا ہے جبکہ شیخ کامل کی صحبت سے بندے کی زندگی میں اعتدال آجاتا ہے. جو کہ انتہائی مستحسن صفت ہے.

رشید احمد گنگوہیؒ کا عجیب واقعہ؛۔

ہمارے اکابر نے علوم ظاہری میں پختگی حاصل کرنے کے باوجود بھی علوم باطنی اور اصلاح نفس سے استغناء اختیار نہیں کی. رشید احمد گنگوہیؒ نے بہت محنت اور مطالعہ سے علوم ظاہری حاصل کیے اور پھر اصلاح نفس میں جد و جہد شروع کی. مولانا ابن الحسن عباسی صاحب تحریر فرماتے ہیں 'فقیہ عصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے علمی انہماک کا یہ حال تھا کہ دن رات کھانے اور سونے کے علاوہ باقی تمام وقت ایسی حالت میں گزارتے کہ کتاب آنکھوں کے سامنے ہوتی، مطالعہ میں آپ اسطرح محو رہتے کہ پاس رکھا ہوا کھانا کوئی اٹھا کر لے جاتا تو آپ کو خبر تک نہ ہوتی، بسا اوقات کتاب دیکھتے دیکھتے سو جاتے اور رات کا کھانا یاد نہیں رہتا تھا.

مجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ؛۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ شاہ عبد الغنی صاحبؒ کی خدمت میں جب پڑھا کرتا تھا، جہاں کھانا مقرر تھا آتے جاتے راستے میں ایک مجذوب ہوا کرتے، ایک دن وہ بولے 'مولوی! روزانہ اس راستے سے تو کہاں

جایا کرتا ہے ،کوئی دوسرا راستہ نہیں'' عرض کیا'' کھانا لینے جایا کرتا ہوں، دوسرا راستہ چونکہ بازار سے ہو گزرتا ہے اور وہاں ہر قسم کی اشیاء پر نظر پڑ سکتی ہے اس لئے اس راستے سے آتا جاتا ہوں'' مجذوب کہنے لگے شاید تجھے معاشی تنگی ہے اور خرچ کی تکلیف ہے، میں تجھے سونا بنانے کا نسخہ بتاتا ہوں، کسی وقت میرے پاس آ جاؤ، فرماتے تھے، اس وقت تو حاضری کا اقرار کر آیا، مگر پڑھنے لکھنے میں انہماک کی وجہ سے بعد میں یاد ہی نہ رہا، دوسرے دن مجذوب نے پھر یاد دھانی کی، میں نے کہا پڑھنے سے فرصت نہیں، جمعہ کے دن کوئی وقت نکال کر آؤنگا، جمعہ آیا تو مطالعہ میں مشغولیت کی وجہ سے یاد نہ رہا، مجذوب پھر ملے، کہا تم حسب وعدہ نہیں آئے، میں نے بھولنے کا عذر کیا اور آئندہ جمعہ کا وعدہ کیا، لیکن مطالعہ میں مصروفیت کی وجہ سے جمعہ یاد ہی نہ رہتا تھا، اس طرح کئی جمعے گزر گئے. آخر ایک جمعہ کو وہ مجذوب خود میرے پاس آئے اور درگاہ شاہ نظام الدین کی طرف لے جا کر ایک قسم کی گھاس مجھے دکھائی، ساتھ ساتھ ان مقامات کی نشاندہی کی جہاں یہ گھاس اگتی ہے، پھر وہ گھاس تھوڑ کر لائے اور مجھے طریقہ بتانے کی غرض سے میرے سامنے اس سے سونا بنایا، پھر سونا مجھے دیکر کہنے لگے، یہ بیچ کر اپنے کام میں لائیں، تاہم مجھے کتاب کے مطالعہ سے اتنی فرصت بھی نہیں تھی کہ وہ سونا بازار جا کر بیچوں، مجذوب نے ایک دن خود جا کر وہ سونا بیچا اور رقم لا کر دی. (متاع وقت اور کاروان علم ص ۲۳۵، ۲۳۶، آپ بیتی ص ۸۱، ۸۲) اتنی لگن اور ذوق سے علم حاصل کرنے کے بعد بھی آپ نے تصفیہ و تزکیہ کی محنت کی اور حاجی صاحبؒ کے سامنے اپنے نفس کو پامال کر دیا. چنانچہ سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے...

حضرت گنگوہیؒ پر نسبت کے اثرات

ہمارے اکابر علماء دیوبند میں حضرت گنگوہیؒ کو فقہ میں ممتاز حیثیت حاصل ہے. وہ فقیہ امت تھے. جب تعلیم سے فارغ ہوئے تو دل میں خیال آیا کہ تھانہ بھون جائیں اور حاجی امداد اللہؒ کے پاس ایک دن رہ کر آئیں، جیسے طلبہ جاتے ہیں دعائیں کروانے کیلئے، ملنے کیلئے، زیارت کیلئے. جب یہ گئے اور حاجی صاحبؒ سے ملاقات ہوئی تو ملاقات کے بعد واپسی کی اجازت مانگی، حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا'' میاں رشید احمد! آپ کچھ دن ہمارے پاس بھی رہ جایئے، انھوں نے تھوڑے سے تامل کے بعد عرض کیا جی بہت اچھا. حاجی صاحبؒ نے خادم سے فرمایا کہ بھائی رشید احمد کی چارپائی ہماری چارپائی کے قریب ڈال دینا بس

اسی میں کام ہو جاتا تھا۔سو گئے، فرماتے ہیں کہ جب تہجد کا وقت ہوا تو میری آنکھ کھلی میں نے دیکھا کہ کوئی نفلیں پڑھ رہا ہے، کوئی ذکر اذکار کر رہا ہے، کوئی دعائیں کرتا ہوا رو رہا ہے، کوئی سجدے میں رو رہا ہے، عجب کیفیت تھی خانقاہ کی.

فرماتے ہیں کہ میرا نفس تو چاہتا تھا کہ سویا رہوں مگر دل نے کہا کہ رشید احمد ورثۃ الانبیاء میں شمولیت کی تمنا تو تمھیں بھی ہے اور انبیا کرامؑ کا خلق تو یہ تھا کہ کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون وبالاسحار ھم یستغفرون (الذاریات ۱۷، ۱۸) وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے اور آخری شب میں استغفار کرتے تھے"

کہنے لگے مجھے آیتیں یاد آنی شروع ہوگئیں، احادیث یاد آنی شروع ہوگئیں، حتی کہ بستر نے مجھے اچھال دیا. میں اٹھ بیٹھا وضو کیا اور کچھ نفلیں پڑھیں اور اس کے بعد جیسے اور لوگ ذکر کر رہے تھے میں نے بھی ذکر شروع کر دیا فرماتے ہیں کہ فجر کی نماز پڑھ کر حاجی صاحبؒ کے پاس آیا تا کہ رخصت ہونے کی اجازت مانگ لوں، حاجی صاحبؒ، نے پوچھا، میاں رشید احمد اگر ذکر کرنا ہی ہے تو پھر سیکھ کر کیوں نہیں کرتے۔ میں نے عرض کیا حضرت! سکھا دیجئے. چنانچہ اسی وقت بیعت ہو گئے. بیعت ہونے کے بعد میری حالت بدل گئی، میں نے فیصلہ کر لیا کہ اب چالیس دن یہیں گزاروں گا، حضرت نے بھی رکھ لیا اب ذکر شروع ہو گیا ، اسباق بتانے لگ گئے، ایک مہینہ محنت رہی، اپنی چراغ بتی تو پہلے ٹھیک کر آئے تھے، حاجی صاحب نے تو فقط اس کو سلگانا تھا، آگ لگانی تھی، بھڑکانا تھا، ایک مہینہ کے اندر الحمد للہ ان کا کام بن گیا۔حاجی صاحبؒ نے جب دیکھا کہ اب ذکر کے اثرات کافی گہرے نظر آتے ہیں تو حاجی صاحب نے امتحان لیا۔ یہ اللہ والے بھی امتحان لیتے ہیں یہ بھی جانچ پڑتال کرتے ہیں اور آزماتے ہیں کہ بندے پر ذکر کا اثر ہوا بھی کہ نہیں.

ایک مرتبہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادیؒ تشریف لائے اور حاجی صاحبؒ کیساتھ انھوں نے کسی دعوت میں شریک ہونا تھا. حاجی صاحب نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو بھی ساتھ لے لیا. اب اس گھر میں پہنچے تو دستر خوان پر تکلف کھانوں سے سجا ہوا تھا. حاجی صاحبؒ نے بیٹھتے ہی تھوڑی سی دال اور دو (۲) روٹی حضرت گنگوہیؒ کے ہاتھ دے دی اور کہا، میاں رشید احمد! وہاں بیٹھ کر کھا لو. حاجی صاحب خود تو کھا رہے ہیں مرغے چرغے اور ان کو دی دال روٹی۔ آج کا کوئی مرید ہوتا تو بیعت ہی توڑ دیتا، کہتا پیر صاحب میں

عدالت نہیں ہے. لیکن وہ تو سمجھتے تھے کہ اللہ والے بڑے دانا اور حکیم ہوتے ہیں ان کے ہر فعل میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے. حضرت گنگوہیؒ دستر خوان کے کونے پر بیٹھکر کھانے لگ گئے۔ حاجی صاحبؒ کچھ دیر تو بیٹھے کھاتے رہے پھر کچھ دیر کے بعد ایسے فرمانے لگے، جیسے کوئی غصے میں بات کرتا ہے۔ فرمایا، میاں رشید احمد! عرض کیا، جی حضرت۔ فرمایا، دل تو چاہتا تھا تجھے اور بھی دور بٹھاؤں یہ تو تم پر احسان کیا کہ دستر خوان کے کونے پر بٹھالیا۔ یہ الفاظ جب کئی لوگوں کے سامنے کہے جائیں اور وہ بھی کسی بڑے عالم سے تو نفس زیادہ بھڑ کتا ہے. اسکے بعد حاجی صاحب نے آپ کے چہرے کو دیکھا کہ نفس بھڑ کتا ہے کہ نہیں مگر وہاں تو نفس مٹ چکا تھا، پامال ہو چکا تھا۔ انھوں نے جب یہ سنا تو چہرے پر بشاشت آگئی اور کہنے لگے کہ حضرت آپ نے سچ فرمایا میں تو آپ کے جوتوں میں بیٹھنے کے قابل بھی نہ تھا، یہ تو آپ کا احسان ہے کہ آپ نے دستر خوان کے کونے پر بٹھالیا. حاجی صاحبؒ نے جب یہ دیکھا کہ نفس بھڑ کنے کی بجائے چہرے پر بشاشت ہے تو فرمایا ''الحمد للہ اب ذکر کے اثرات نمایاں نظر آرہے ہیں۔ چنانچہ دعوت وغیرہ کے بعد واپس آکر حاجی صاحب نے اجازت وخلافت عطا فرمادی. اب جو اجازت وخلافت دی تو حضرت گنگوہیؒ بڑے حیران. کہنے لگے حضرت! مجھے تو اپنے اندر کچھ بھی نظر نہیں آتا. حاجی صاحبؒ نے فرمایا، رشید احمد! تمھیں یہ اجازت (نسبت) اس لیے دی گئی کہ تمھیں اپنے اندر کچھ نظر نہیں آتا. اگر نظر آتا تو کبھی نہ دی جاتی. خیر اس کے بعد فارغ ہو گئے اور گھر آگئے.

ایک دو سال پھر گنگوہ میں رہ کر کام کیا تو ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحبؒ قدرۃً گنگوہ تشریف لے آئے۔ جب ملاقات ہوئی تو حاجی صاحب نے ایک عجیب بات پوچھی جو یاد رکھنے کے قابل ہے اور سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے. حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ میاں رشید احمد یہ بتاؤ کہ بیعت ہونے سے پہلے اور بیعت ہونے کے بعد تمھیں کیا تبدیلی محسوس ہوئی؟ اصولی سوال تھا. جب یہ سوال پوچھا تو حضرت گنگوہیؒ تھوڑی دیر سوچتے رہے پھر فرمانے لگے کہ حضرت مجھے اپنے اندر تین تبدیلیاں نظر آئیں.

ا... بیعت ہونے سے پہلے مجھے کئی مرتبہ مطالعہ کے دوران اشکال پیش آتے تھے ان کیلئے حاشیہ دیکھنی پڑتی تھی، شروحات دیکھنی پڑتی تھیں، اور کافی محنت کرنی پڑتی تھی تب وہ اشکال دور ہوتے تھے۔ جب سے بیعت ہوا ہوں اشکال پیش ہی نہیں آتے، خود بخود رفع ہو جاتے ہیں۔ ذہن میں اللہ تعالیٰ ان کے جوابات ڈال دیتے

ہیں۔

۲... اب جو بھی شریعت کے احکام ہیں ان پر عمل کرنے کیلئے مجھے نفس کو تیار نہیں کرنا پڑتا، بے ساختگی کے ساتھ میں شریعت کے احکام پر عمل کرتا رہتا ہوں.

۳... تیسری تبدیلی یہ پیش آئی کہ دین کے معاملے میں حق بات کہہ دیتا ہوں. اب میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتا. حضرت حاجی صاحبؒ نے سنا تو فرمایا، الحمدللہ، میاں رشید احمد! دین کے تین درجے ہیں.

دین کا پہلا درجہ علم ہے. اور اس کا کمال یہ ہے کہ آدمی کو نصوص شرعیہ میں کہیں تعارض نظر نہ آئے. اگر یہ کیفیت ہے تو پھر علم کامل ہے.

دوسرا درجہ عمل کا ہے اور اس کا کمال یہ ہے مکروہات شرعیہ مکروہات طبعیہ بن جائیں. جن چیزوں سے شریعت نے کراہت کی طبیعت بھی ان سے کراہت کرے.

تیسرا درجہ اخلاص کا ہے کہ انسان خالصتاً لوجہ اللہ عمل کرے حتیٰ کہ ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ رہے، لوگوں کی مدح اور ذم انسان کی نظر میں برابر ہو جائے یہ اخلاص کا کمال ہے. مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم میں کمال عطاء فرما دیا عمل میں بھی عطاء کر دیا اور اخلاص بھی عطاء فرما دیا. (رہے سلامت تمہاری نسبت ص ۹۰ تا ۹۴)

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ کے عجب کبر کا حکیمانہ علاج:۔

حضرت قاری محمد طیبؒ بہت حسین و جمیل تھے. ان کی طبیعت میں نفاست بھی تھی. وہ اچھے اور صاف کپڑے پہنتے تھے. وہ اپنا واقعہ خود لکھتے ہیں کہ میں چھوٹی عمر میں مہتمم بن گیا تھا. چھوٹی عمر اور مہتمم..... اس کی وجہ سے ان میں خود پسندی آ گئی تھی. یہ مہتمم کا لفظ ہم سے بنا ہے. یہ ہم عربی کا ہے اردو کا نہیں. اردو کے ہم کا مطلب ہے "ہم ہی ہم"، اور عربی کے ہم کا مطلب "غم"، ہوتا ہے. چونکہ ان کی عمر چھوٹی تھی اس لئے ان میں غم والے ہم کی بجائے "ہم ہی ہم"، والا ہم تھا. ان کے بیعت کی نسبت حضرت اقدس تھانویؒ کے ساتھ تھی. جب انھوں نے محسوس کیا کہ میرے اندر خود پسندی آ گئی ہے. تو انھوں نے حضرت اقدس تھانویؒ کو خط لکھا کہ حضرت! میں اپنے اندر یہ چیز محسوس کرتا ہوں. حضرتؒ نے فرمایا سب کچھ چھوڑ کر ہمارے پاس آ جاؤ. چنانچہ اس نے (دارالعلوم دیوبند کے) اہتمام کو چھوڑا اور حضرت کے پاس آ گئے. حضرتؒ نے ان کیلئے علاج تجویز کیا

؛فرمایا دیکھو.....

جو حاذق طبیب ہوتا ہے وہ بندے کے بیماری کے مطابق دوا دیتا ہے. انہوں نے ان کے ذمے یہ ڈیوٹی لگائی کہ خانقاہ میں لوگ ... ہیں جوتے اتار کر مسجد میں داخل ہوتے ہیں، آپ نے ان کے جوتوں کو سیدھا کرنا ہے.

اب نوجوان اور اتنے اختیارات کا مالک اور اتنے علم والے، ان کو جوتے سیدھا کرنے پر لگا لیا. شروع میں طبیعت کو ناگواری تو محسوس ہوئی مگر شیخ کے حکم پر جوتے سیدھے کرنا شروع کر دیے. حضرت تھانویؒ نے ان پر نظر رکھی کہ کیسے جوتے سیدھے کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ دیکھا کہ جو نئے نئے جوتے ہیں ان کو بالکل سیدھا کر کے رکھتے ہیں اور جو گندے اور پرانے ہیں ان کو بس تھوڑا سا ہاتھ لگاتے ہیں حضرتؒ سمجھ گئے کہ ابھی اندر سے تکبر نہیں نکلا. حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ پرانے جوتوں کو پہلے ٹھیک کرو. فرمایا کہ بس حضرتؒ کا یہ حکم ہونا ہی تھا کہ میرے اندر سے عجب تکبر سب کچھ نکل گیا. چند دن جوتیاں سیدھے کرنے نے میرے من کے اندر سے تکبر کو بالکل ختم کر دیا. (اھل دل کے تڑپا دینے والے واقعات (ج۲ص۲۸۳)

شاہ اسماعیل شہیدؒ کا نماز سیکھنا؛۔

شاہ صاحبؒ نے سید احمد شہیدؒ سے عرض کیا کہ آپ کے پاس میں اس لئے آیا ہوں کہ صحابہ والی نماز پڑھا دیجئے۔ کیا ہی خوبصورت بات کہی. حضرتؒ نے فرمایا، اچھا رات ہمارے ساتھ گزارنا، رات کو وہاں قیام کیا. جب رات کا آخری پہر ہوا تو سید صاحب نے نام لیکر پکارا۔ شاہ صاحب اٹھ گئے اور عرض کیا جی حضرت اٹھ گیا ہوں.

فرمایا ''جاؤ اللہ کیلئے وضو کر کے آؤ،،

پتہ نہیں کہ اس لفظ نے میرے دل پر کیا اثر کیا کہ میرے اوپر اللہ تعالیٰ کی ذات کا استحضار شروع ہو گیا گویا کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوں. اب وضو بھی کر رہا ہوں اور آنکھوں سے آنسو بھی نہیں تھمتے. جب وضو کر کے آیا تو عرض کیا حضرت وضو کر کے آ گیا ہوں. فرمایا جاؤ ''اللہ کیلئے دو (۲) رکعت پڑھ لو.

کہتے ہیں کہ اللہ کے لفظ میں کیا اعجاز تھا کہ میں نے نماز کی نیت باندھی اور پھر نیت باندھنے سے لیکر سلام پھیر نے تک مجھے اپنا بھی ہوش نہ رہا، بس یہی استحضار تھا کہ میں رب کے سامنے ہوں. فرمایا کہ زندگی میں، میں

نے ایسی نماز کبھی بھی نہیں پڑھی تھی تو ہمارے مشائخ ایسی نمازیں پڑھاتے ہیں.(خطبات فقیر)

''خاتمہ مسک،،

سلسلہء واقعات کو امام غزالیؒ کے واقعے پر ختم کرتا ہوں ،جنھوں نے اخلاص اور شوق ولگن کے ساتھ علم دین حاصل کیا اور علم ،عرفان کے بلند مرتبے پر فائز ہو کر اور اپنے علمی کمالات کا لوہا منوانے کے بعد بھی اپنے باطن کی اصلاح اور نفس کے تزکیہ کی ضرورت محسوس کی؛

مقصود سے پہلے ایک تمہیدی واقعہ ناظرین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے.

زمانہء طالب علمی میں امام محمد غزالیؒ کا علمی ذوق اور للہیت،،

نظام الملک نے جب مدرسہ نظامیہ کی بنیاد رکھی تو کثیر تعداد میں طلباء نے داخلہ لیا چند سال تو بہت علمی ماحول رہا مگر آہستہ آہستہ طلباء کے دینی ذوق وشوق میں کمی آتی گئی.کسی نے نظام الملک سے شکایت کی کہ آپ طلباء کی سہولت کیلئے اتنی کثیر رقم خرچ کر رہے ہیں مگر خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہو رہا.نظام الملک نے صحیح صورتحال معلوم کرنے کے لئے ایک دن بھیس بدلا اور عشاء کے بعد مدرسہ پہنچ گیا. دیکھا کہ طلباء تکرار کے لئے دو(۲) دو(۲) اور تین تین کی ٹولیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں.نظام الملک ان میں سے ایک طالب علم کے پاس گیا اور سلام کرنے کے بعد پوچھا کہ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ طالب علم نے کہا کہ ہم علم حاصل کرنے آئے ہیں. پوچھا، کس لئے علم حاصل کرنا چاہتے ہو؟ طالب علم نے جواب دیا''میرے والد صاحب بہت بڑے مفتی ہیں میں علم حاصل کرنے کے بعد ان کی جگہ سنبھالوں گا نظام الملک نے دوسرے طالب علم سے پوچھا کہ آپ کیوں علم حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ اس نے جواب دیا میرے والد فلا مسجد کے خطیب ہیں ،میں علم حاصل کرنے کے بعد خطابت کا منصب سنبھالوں گا.نظام الملک مختلف طلباء کے پاس جا جا کر یہی سوال پوچھتا رہا ہر طالب علم کا یہی جواب تھا کہ علم حاصل کرنے سے ہمیں فلا عہدہ ملے گا،عزت ملے گی اور لوگوں میں عزت وقدر کی نگاہ سے دیکھے جائینگے.نظام الملک یہ سن کر بہت آزردہ ہوا کہ افسوس یہ طالب علم نہیں بلکہ طالب دنیا ہیں ان کے لئے اتنی کثیر مقدار میں مال ودولت خرچ کرنے کا کیا فائدہ بہتر ہے کہ مدرسے کو بند کر دیا جائے.انہی خیالات کا تانا بانا بنتے ہوئے نظام الملک مدرسے کے دروازے پر پہنچا تو دیکھا وہاں ایک طالب علم چراغ جلائے الگ تھلگ اپنی کتاب کا مطالعہ کرنے میں مشغول ہے.نظام الملک نے سوچا چلو اس

سے بھی یہی پوچھتے چلیں. چنانچہ اسنے طالب علم کے پاس جا کر سلام کیا. طالب علم نے زبان سے سلام کا جواب تو دیا مگر آنکھ اٹھا کر یہ بھی نہ دیکھا. کہ یہ سلام کرنے والا کون ہے. نظام الملک بڑا حیران ہوا. پوچھا میاں کیا بات ہے ہماری طرف توجہ ہی نہیں کرتے کوئی بات تو کرو. طالب علم نے ٹکا سا جواب دیا کہ جناب! میں یہاں آپ سے باتیں کرنے نہیں آیا. نظام الملک نے پوچھا آخر یہاں کس مقصد کے لئے آئے ہو. طالب علم نے جواب دیا کہ میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہوں اور مجھے معلوم نہیں کے کیسے کروں. یہ علم ان کتابوں میں موجود ہے. میں علم حاصل کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں۔ اب آپ کی مہربانی آپ خواہ مخواہ سوالات پوچھ کر میرا وقت ضائع مت کریں. نظام الملک یہ جواب سن کر اتنا خوش ہوا کہ اس نے ارادہ کرلیا کہ جب تک اس جیسا ایک بھی طالب علم موجود ہے میں مدرسے کے اخراجات میں کمی نہیں کروں گا. یہی لڑکا بڑا ہوا تو امام غزالیؒ بنا. (باادب بانصیب ص ۱۰۷، ۱۰۸)

''فی سبیل السعادۃ والیقین،،

''نیک بختی اور یقین کے راستہ میں،،

وہ یکتائے روزگار علم ظاہر وباطن کا امین ''المنقذ من الضلال،، میں اپنی سرگزشت یوں تحریر فرماتے ہیں. وکان قد ظہر عندی انہ لا مطمع لی فی سعادۃ الاخرۃ الا باالتقویٰ وکف النفس عن الھویٰ. وان رأس ذلك كله قطع علاقة القلب عن الدنیا.......واعودھا.

ترجمہ:۔ اور میرے نزدیک یہ بات ظاہر ہو چکی تھی کہ آخرت کی نیک بختی میں تقویٰ اور نفس کو خواہش سے روکنے کے بغیر میرے لئے کوئی امید نہیں اور بے شک ان سب کی بنیاد دھو کے کے گھر سے دوری اور ہمیشہ کے گھر کی طرف رجوع کرنے اور حقیقی وکامل ارادہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے کی صورت میں دنیا سے دل کے تعلق کو کاٹنا اور ختم کرنا ہے اور یہ بات مرتبہ مال سے اعراض اور مشغولیات اور تعلقات سے بھاگنے کے بغیر پوری نہیں ہوسکتی. پھر میں نے اپنے احوال کو دیکھا تو اچانک میں تعلقات میں گھسا ہوا تھا اور انھوں نے مجھے تمام اطراف سے گھیرا ہوا تھا. اور میں نے اپنے اعمال کو دیکھا جن میں سے سب سے اچھا عمل تدریس اور تعلیم ہے تو ان میں، میں ایسے علوم پر متوجہ تھا جو نہ تو اہم اور مقصود ہیں اور نہ ہی آخرت میں فائدہ

دینے والے ہیں. پھر پڑھانے میں اپنی نیت کو دیکھا تو وہ اللہ کی رضا کیلئے خالص نہیں تھی. بلکہ اس کا داعی اور سبب مرتبہ کو طلب کرنا اور شہرت کا پھیلنا تھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ میں گرنے والی جانب کے کنارے پر ہوں اور اگر احوال کے تدارک میں مشغول نہ ہوا تو آگ کے کنارے جا لگوں گا۔

تو ایک مدت تک اس بارے میں سوچتا رہا اور اس کے بعد ان احوال سے جدا ہونے اور بغداد کو چھوڑنے کا ارادہ کرتا تو پھر ان خیالات اور اس ارادے کو چھوڑ دیتا. ایک قدم آگے بڑھاتا تو دوسرا قدم پیچھے لے جاتا ہر صبح کو میرے دل میں آخرت کی رغبت اور شوق خلوص کیساتھ موجزن ہوتی مگر خواہشات کے حملے شام تک اس کو سست کر لیتے لھذا دنیا کے خواہشات مجھے اپنے زنجیروں کیساتھ اسی مقام پر کھڑا رہنے کیلئے کھنچتیں. اور ایمان کا منادی آواز لگاتا ''کوچ کرو۔کوچ کر عمر کم رہ گئی ہے اور سفر طویل ہے۔اور جس علم وعمل میں مصروف ہے وہ سب دکھلاوہ اور وہم ہے. اگر تو نے اب بھی آخرت کی تیاری نہ کی تو کب تیاری کروگے ؟'' اس کے بعد ایک داعیہ اٹھتا اور جلدی کرتا اور فرار اور بھاگنے کا پکا ارادہ ہوتا کہ پھر شیطان لوٹتا اور کہتا ''یہ عارضی حالت ہے. اس کے تابعداری سے بچو، یہ جلدی ختم ہو جائے گی، اگر تو نے اس کی اتباع کی اور اس مرتبہ بلند کو اور اس مناسب شان و مرتبے کو جو تلخی سے خالی ہے اور اس معاملہ کو جو مخالفین کے جھگڑوں سے پاک ہے، تو نے چھوڑ دیا تو پھر کبھی تیرا نفس اس (شان و مرتبے) کی خواہش کرے گا اور تیرے لیے اس حصول آسان نہ ہوگا ''تو چھ (۶) ماہ کے قریب دنیا کے خواہشات کے کھینچنے اور آخرت کے اسباب کے درمیان متردد رہا. تو پہلے پہل ۴۸۸ھ رجب کے مہینے میں معاملہ اختیار سے اضطرار کی حد تک تجاوز کر گیا. وہ اس طرح کے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے زبان پر تالہ لگا دیا حتی کہ وہ پڑھانے سے بند ہو گئی، تو میں اپنے آپ پر خوب کوشش کرتا تھا۔کہ مختلف دلوں کو خوش کرنے لئے ایک دن پڑھاؤں جبکہ زبان ایک کلمہ بھی نہیں بولتی تھی اور میں اس کی طاقت بالکل ہی نہیں رکھتا تھا. پھر زبان کی اس بندش نے دل میں غم پیدا کر دیا جس کے ساتھ ہاضمہ کی قوت اور کھانے اور پینے کا مزہ ختم ہو گیا. تو ایک گھونٹ پینا مشکل ہو گیا اور ایک لقمہ بھی ہضم نہ ہوتا تھا اور غم قوتوں کے کمزور ہونے کی طرف متعدی ہو گیا حتیٰ کہ اطباء نے علاج سے اپنی نامیدی کا اظہار کر ہی دیا .اور انھوں کہا کہ یہ غم دل پر اترا ہے اور اس سے مزاج کی طرف سرایت کر چکا ہے. لھذا اب اس کے علاج کی کوئی صورت نہیں مگر اس طریقے سے کہ اس اترنے والے غم سے اسکا سینہ آرام پا جائے. پھر جب میں نے اپنی عاجزی

محسوس کی اور میرا اختیار بالکل ختم ہو گیا تو میں نے اللہ کی طرف اس مجبور انسان کی طرح التجاء کی جس کے لئے کوئی حیلہ نہ ہو.تو میری دعاء اس اللہ نے قبول فرمائی جو مجبور کی دعاء قبول کرتا ہے اور اس نے مرتبہ، مال ،اولاد اور دوستوں سے اعراض کرنا میرے دل پر آسان کر دیا اور میں نے مکہ کی طرف نکلنے کا پکا ارادہ ظاہر کر دیا.اور شام کی طرف جانے کا ارادہ دل میں پوشیدہ رکھا.شام میں ٹھرنے کے ارادہ پر خلیفہ اور تمام دوستوں کے مطلع ہونے کے خوف سے دل کے اندر شام کے سفر کو چھپاتا تھا.اس ارادہ پر بغداد سے نکلنے میں ،میں نے عمدہ حیلے کئے کہ اب کبھی بھی اس میں نہ لوٹوں گا اور تمام ائمہ اہل عراق کیلئے میں نشانہ بن گیا.اس لئے کہ ان میں ایسا شخص نہیں تھا جو یہ جائز قرار دیتا کہ جس مرتبہ میں، میں تھا کہ اس سے نکلنے کا سبب کوئی دینی سبب ہے اس لیے کہ ان کا گمان تھا کہ دین میں یہی اعلیٰ عہدہ ہے اور یہی ان کے علم کی انتہاء تھی.پھر میرے جانے کی وجہ متعین کرنے میں لوگ مختلف ہو گئے.جو عراق سے دور تھے ان کا گمان یہ تھا کہ یہ حکام کی طرف سے کسی خاص علامت کی وجہ سے ہے.اور حکام کے قریبی لوگ تھے وہ مشاہدہ کرتے تھے کہ حکام میرے ساتھ تعلق رکھنے میں کس طرح اصرار کرتے تھے اور کس طرح وہ مجھے لازم پکڑتے تھے.اور میں کس طرح حکام سے لاپرواہی اور ان کی باتوں سے بے توجہی اختیار کرتا تھا۔تو وہ کہتے کہ "یہ کوئی آسمانی معاملہ ہے اس کا کوئی سبب نہیں. ہاں یہ بات ہے کہ اہل اسلام اور اہل علم کو نظر بد لگ گئی ہے۔تو میں نے بغداد چھوڑ دیا اور جو کچھ میرے پاس مال تھا اس کو تقسیم کر دیا.اور میں نے بقدر ضرورت وگزارہ اور بچوں کی روزی کے سوا کچھ بھی جمع نہ کیا یہ دلیل پکڑتے ہوئے کہ عراق کا مال عوام کی مصالح کے لئے مہیا ہے اس لیے کہ وہ مسلمانوں پر وقف ہے.اور میں نے جہاں میں اس سے زیادہ اچھا مال نہیں دیکھا جس کو عالم اپنے عیال کے لئے لے.

پھر میں عراق میں داخل ہوا.اور اس میں دو (۲) سال کے قریب رہا.خلوت، تنہائی، ریاضت اور مجاہدہ کرتے ہوئے تزکیۃ النفس (نفس کو پاک کرنے)، اخلاق کو سنوارنے اور اللہ کے ذکر کے لئے اپنے دل کو صاف کرنے میں مشغول رہا.

یہ اعمال میں اس طریقے سے کرتا تھا جیسا کہ میں نے صوفیاء سے سیکھا تھا.تو میں دمشق کے ایک سجد میں ایک مدت تک اعتکاف کرتا رہا؛ پورا دن مسجد کے منارے پر چڑھ جاتا اور اپنے اوپر اس کا دروازہ بند کر لیتا پھر میں نے اس سے بیت المقدس کی طرف کوچ کیا.ہر روز مقام صخرہ میں داخل ہوتا اور اپنے اوپر اس

کا دروازہ بند کر لیتے پھر اللہ کے خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت سے فارغ ہونے کے بعد فریضہ حج اور مکہ ومدینہ کی براکات سے امداد لینے اور رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے داعیہ نے میرے دل کے اندر حرکت کی تو حجاز مقدس کی طرف چلا۔

پھر غموں اور اولاد کی پکاروں نے مجھے وطن کی طرف کھینچا تو میں اس میں لوٹا حالانکہ میں اس کی طرف لوٹنے سے تمام مخلوق سے زیادہ دور تھا۔ خلوت اور ذکر اللہ کے لئے دل کو صاف کرنے پر حرص کرتے ہوئے وطن میں بھی میں نے تنہائی کو ترجیح دی. زمانے کے حوادث، بچوں کے کام اور معاش کی ضروریات مجھ سے میرے مقصد اور مراد کی جہت کو تبدیل کراتے تھے میرے تنہائی کی صفائی کو خلط ملط کر دیتے۔ میرا حال صرف متفرق احوال میں ہی صاف ہوتا نہ کہ دائما مگر اس کے باوجود میں اس سے اپنی طمع ختم نہیں کرتا۔ رکاوٹیں مجھے ان احوال سے دور کرتی ہیں اور میں لوٹتا ہوں۔

میں دس (۱۰) سال کی مقدار اسی حال پر رہا اور ان تنہائیوں میں میرے لئے ایسے امور کھلے ہیں جنکو شمار کرنا اور ان کی تہہ تک پہنچنا ممکن نہیں ہے. لیکن "والقدر الذی اذکرہ لینتفع بہ انی علمت یقیناً انّ الصوفیۃ ھم السالکون لطریق اللہ تعالیٰ خاصۃً، وان سیرتھم احسن السیر وطریقھم اصوب الطرق، واخلاقھم ازکی الاخلاق، بل لو جمع عقل العقلاء وحکمۃ الحکمآء وعلم الواقفین علیٰ اسرار الشرع من العلماء لیغیروا شیئا من سیرھم واخلاقھم ویبدلوہ بما ھو خیر منہ لم یجدوا الیہ سبیلا، فان جمیع حرکاتھم وسکناتھم فی ظاھرھم وباطنھم مقتبسۃ من نور مشکاۃ النبوۃ، ولیس وراء نور النبوۃ علی وجہ الارض نور یستضاء بہ.

ترجمہ: ۔ اور وہ مقدار جس کو میں اس لیے ذکر کرتا ہوں کہ اس سے نفع اٹھایا جائے وہ یہ ہے کہ میں نے یقینی طور پر جان لیا کہ صوفیاء ہی ہیں جو خاص طور پر اللہ کے راستے پر چلنے والے ہیں اور ان کی عادات اچھی عادات ہیں، اور ان کا راستہ زیادہ درست راستہ ہے اور ان کے اخلاق پاکیزہ ترین اخلاق ہیں بلکہ اگر عقلاء کی عقل اور حکماء کی حکمت اور شرع کے اسرار سے واقف علماء کا علم جمع کیا جائے تا کہ وہ صوفیاء کی عادات اور ان کے اخلاق سے کچھ بدل دیں اور اس کے بدلے وہ چیز لے آئیں جو اس سے بہتر ہو تو ان کو اس کی طرف کوئی

راستہ نہیں ملے گا اس لیے کہ ان کے تمام حرکات وسکنات، ان کے ظاہر اور باطن میں نبوت کے طاق کے نور سے حاصل کی ہوئی ہیں اور نور نبوت کے علاوہ روئے زمین پر کوئی نور نہیں ہے جس سے روشنی حاصل کی جائے ۔(مختارات مع شرح مبشرات فی حل مختارات من ادب العرب بتغییرٍیسیرٍ)

بندہ محمد جمشید غفرلہ

خادم التدریس بجامعۃ العربیۃ دار الھدیٰ بنوں

۵محرم الحرام ۱۴۳۶ھ بمقام دار الھدیٰ میرا خیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

کتابیات

نمبر شمار	کتاب	مصنف	مکتبہ
۱	قرآن کریم		
۲	تفسیر روح المعانی	ابوالفضل شہاب الدین السید محمود الالوسی البغدادیؒ	مکتبہ امدادیہ ملتان
۳	معارف القرآن	حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ	ادارۃ المعارف کراچی ۱۴
۴	تفسیر القرطبی الجامع لاحکام القرآن	ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القُرطبیؒ	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
۵	بیان القران	اشرف علی تھانویؒ	تاج کمپنی لاہور، کراچی
۶	ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن	مولانا سرفراز صفدرؒ	میر محمد لقمان برادران گوجرانوالہ
۷	تفسیر عثمانی	شبیر احمد عثمانیؒ	.ارالاشاعت کراچی
۸	مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح	علی بن سلطان محمد القاریؒ	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
۹	مسلم شریف	ابوحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن وردالقشیریؒ	المیزان لاہور

۱۰	حدیث قدسی (مترجم)	قاری نقیب اللہ	عُمر پبلشرز لاہور
۱۱	خطبات الاحکام لجمعات العام	حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ	مکتبہ البشریٰ کراچی
۱۲	حاشیۃ ابن عابدین	محمد امین ابن عُمر بن عبدالعزیز عابدینؒ	مکتب رشیدیہ کوئٹہ
۱۳	امداد الاحکام	مولانا ظفر احمد عثمانیؒ	مکتبہ دارالعلوم کراچی
۱۴	احسن الفتاویٰ	مفتی رشید احمدؒ	ایچ۔ایم سعید کمپنی کراچی
۱۵	فتاویٰ رحیمیہ	مولانا عبدالرحیم لاجپوریؒ	دارالاشاعت کراچی
۱۶	خطبات حکیم الاسلام	قاری محمد طیبؒ	دارالاشاعت کراچی
۱۷	مِصباح اللغات	مولانا ابوالفضل عبدالحفیظ بلیاویؒ	مکتبۃ القدوس لاہور
۱۸	تصوف وسلوک	فقیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی	مکتبہ الفقیر
۱۹	شریعت وطریقت	اشرف علی تھانوی	ادارہ اسلامیات، انارکلی لاہور
۲۰	شریعت وطریقت کا تلازم	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا	مکتبہ الشیخ کراچی
۲۱	تُحفۃ العلماء	حکیم الامت اشرف علی تھانوی	مکتبہ العلم لاہور
۲۲	دل کی دنیا	مفتی محمد شفیعؒ	ادارۃ المعارف کراچی
۲۳	المختارات	استاذ ابوالحسن علی الحسنی الندوی	مجلس نشریات اسلام کراچی
۲۴	مبشرات شرح مختارات	مولانا ابواُسامہ عبدالرحمن لودھروی	مکتبہ امدادیہ ملتان
۲۵	خطبات فقیر	حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی	مکتبہ الفقیر

۲۶	دروس ختم نبوت	مولانا سیف الرحمٰن قاسم	مکتبہ جامعۃ الصالحات للبنات طیبات گجرانوالہ
۲۷	اہل دل کے تڑپادینے والے واقعات	حافظ ذولفقار احمد نقشبندی	مکتبہ الفقیر
۲۸	المھند علی المفند	مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ	المیزان لاہور
۲۹	رہے سلامت تمہاری نسبت	حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی	مکتبہ الفقیر
۳۰	جزاء الاعمال	حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ	خانقاہ امدادیہ اشرفیہ پشاور
۳۱	تسہیل قصد السبیل	حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ	ادارۃ المعارف کراچی ۱۴
۳۲	ظفر المحصلین باحوال المصنفین	مولانا حنیف گنگوہی	دارالاشاعت کراچی
۳۳	قراۃ العیون فی تذکرۃ الفنون	مولانا حنیف گنگوہی	دارالاشاعت کراچی
۳۴	اکسیر ہدائت ترجمہ کیمیائے سعادت	امام محمد غزالیؒ	المیزان لاہور
۳۵	متاع وقت اور کاروانِ علم	مولانا ابن الحسن عباسی	مکتبہ عمر فاروق کراچی
۳۶	آپ بیتی	شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ	مکتبہ الشیخ کراچی
۳۷	باادب بانصیب	پیر ذوالفقار احمد نقشبندی	مکتبہ الفقیر
۳۸	تعلیم الدین	حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ	مکتبہ البشریٰ کراچی پاکستان

۳۹	گلستان سعدیؒ	مصلح الدین شیرازیؒ	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

کلمات بابرکات استاد العلماء والقراء والحفاظ **جناب حافظ قاری زبید اللہ صاحب** دامت برکاتہم لعالیہ

مہتمم الجامعۃ العربیۃ دار الھدیٰ (للبنین) والجامعۃ

الحفصۃ (للبنات)، ناظم مالیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوتؐ ح بنوں

بندہ ناچیز کو اپنے برادر محترم کی کتاب ’’دل کی صفائی اور نفس کی پاکیزگی‘‘ دیکھ کر دلی مسرت ہوئی؛ اپنے برادر محترم مولانا محمد جمشید صاحب کی اس کتاب کو روحانی بیماریوں کے لئے بہترین علاج قرار پایا: سمیں ہر علیل کے لئے شفا اور قلیل العلم کے لئے انمول سرمایہ ہے۔ اور بے بصیر کے لئے نور ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی جمیلہ کو اپنے بارگاہ میں قبولیت عامہ اور تامہ نصیب فرماویں۔ اور قارئین کے لئے فائدہ مند فرماویں۔ بندہ ناچیز مولانا موصوف کو اس سعی جمیلہ پر خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح مولانا موصوف کو اور تصنیفات کی توفیق عطا فرماویں۔ امین)

واللہ الموفق وعلیہ التکلان وھو المستعان

بندہ زبید اللہ خادم الجامعہ العربیہ دار الھدیٰ میرا خیل

۲۹-۱۰-۰۱۵



مکتبۃ الہدیٰ بنوں

برائے رابطہ: 0336-9757393

Design by:
EXPERT GRAPHICS
Ph:091-2580309